بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون ۴۴۹

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

سیرۃ خاتم النبیینؐ نمبر

روزنامہ

الفضل ربوہ

بروز جمعرات

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ

جلد ۶۸/۳۳ | ۱۱ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ ٭ ۸ تبلیغ ۱۳۵۸ھ ٭ ۸ فروری ۱۹۷۹ء | نمبر ۳۲



سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام

## ہمارا پیشوا — محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا ٭ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر ٭ لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے ٭ اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اس نے ہیں اتارے ٭ مَیں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے ٭ دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے ٭ وہ طیّب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے ٭ دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی مَیں ہوا ہوں ٭ وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ ٭ باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا

وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

(منقول از "قادیان کے آریہ اور ہم" صفحہ ۴۸ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

روزنامہ الفضل ربوہ
۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ
۱۰ تبلیغ ۱۳۵۸ہش



# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی روحانی زندگی کا مہتم بالشان ثبوت

جملہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے صرف اور صرف ایک ہی اس رفیع الشان مرتبہ و مقام کا نبی گزرا ہے جسے خدا تعالیٰ نے اپنی صفات کا مظہر اتم بنایا جسے تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی جسے انسان کامل اور باعث حصول تخلیق کائنات قرار دیا اور جس کے متعلق فرمایا کہ اگر اسے پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں اس نظام کائنات کو ہی وجود میں نہ لاتا — جاہ و جلال و تقدس کے تخت پر بیٹھنے والے وہ بزرگ نبی سیدنا و سید المطہرین، شفیع المذنبین خاتم النبیین سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے (جن کا اس نے اپنے محبوب ترین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مظہر اتم بنایا ہے) ایک صفت الحی ہے اور ایک اور صفت ہے القیوم۔ الحی اس ہستی کو کہتے ہیں جو زندہ اور زندگی بخش ہو۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ خود اپنی ذات میں نہ صرف یہ کہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا بلکہ دوسروں کو زندگی دینے والا بھی وہی ہے۔ اسی طرح القیوم کے معنی ہیں وہ ہستی جو قائم بالذات ہو اور دوسروں کو قیام بخشنے والی ہو۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ خود ہی قائم بالذات نہیں ہے بلکہ دوسروں کو قیام بھی وہی بخشتا ہے۔ اب چونکہ اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان کامل ہونے کی حیثیت میں اپنی صفات کا مظہر اتم بنایا ہے اسی لئے اس نے دائمی روحانی زندگی بھی صرف اور صرف آپ کو ہی بخشی ہے اور نہ صرف دائمی روحانی زندگی بخشی ہے بلکہ آپ ہی کو تا قیامت دوسروں کو روحانی زندگی سے ہمکنار و مالا مال کرنے والا بھی بنایا ہے۔ اسی لئے آپ نوع انسان کے واسطے ہمیشہ ہمیش کے لئے سرچشمہ فیض ہیں۔ آپ کے انوار و برکات کا دائرہ ابدالآباد تک وسیع ہے۔ کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور شرف مکالمہ و مخاطبہ سمیت ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر منجانب اللہ ملتے ہیں تاوقتیکہ وہ آپ کی پیروی اور اتباع میں کھویا نہ جائے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جملہ انبیاء میں سے صرف اور صرف آپ ہی کی یہ شان بیان فرمائی کہ آپ کی اتباع کے نتیجہ میں آپ کے سچے متبعین پر آسمانی فیوض و برکات کے دروازے کھلتے ہیں۔ اسی لئے جملہ انبیاء میں سے اللہ تعالیٰ نے صرف آپ کو ہی روئے زمین پر قیامت تک پیدا ہونے والے جملہ نوع انسان کو مخاطب کر کے انہیں یہ بشارت دینے کا حکم دیا:-

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"
(آل عمران آیت ۳۲)

ترجمہ:- (اے نبی!) تو کہہ دے کہ (اے لوگو!) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (میری پیروی کی برکت سے تم پر یہ خاص فضل نازل ہوگا کہ) اللہ بھی تم سے محبت کرے گا (یعنی میری پیروی کی برکت سے تم بھی اللہ کے محبوب بن جاؤ گے)

سو جملہ انبیاءؑ میں سے دائمی روحانی زندگی صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو عطا کی گئی ہے اور اس کے ثبوت کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کی پیروی اور اتباع کو نوع انسان کے لئے انعامات الٰہیہ کے حصول کا وسیلہ بنایا ہے۔ بجز آپ کے اور کسی نبی کو دائمی روحانی زندگی عطا نہیں کی گئی اور جب بجز آپ کے کسی بھی نبی کو دائمی روحانی زندگی نہیں ملی تو جملہ دیگر انبیاءؑ کی فیض رسانی کو بھی دوام کا شرف نصیب نہیں ہوا۔ آپ کی جملہ انبیاءؑ پر سب سے بڑی فضیلت بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت الحی کے مظہر اتم ہونے کی حیثیت میں آپ کی فیض رسانی کا سلسلہ جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گا۔ وہ کبھی منقطع نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے صرف اور صرف آپ ہی زندہ نبی ہیں اور زندگی بخش بھی آپ ہی کا وجود باجود ہے۔ اسی لئے تو بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آقا و مطاع حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع و اعلیٰ شان اور انسانی فہم و ادراک سے بالا مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ دوسرے نبیوں کی امتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گزشتہ قصے اور کہانیاں ان کے پاس ہیں مگر یہ امت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے۔ لہٰذا اس امت میں سے اکثر عارف ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر اس درجہ کا یقین رکھتے ہیں کہ گویا اس کو دیکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کو خدا تعالیٰ کی نسبت یہ یقین نصیب نہیں۔ لہٰذا ہماری روح سے یہ گواہی نکلتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب صرف اسلام ہے ......... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات صرف قصوں کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے خود ان نشانوں کو پا لیتے ہیں لہٰذا معائنہ اور مشاہدہ کی برکت سے ہم حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ سو اس کامل اور مقدس نبی کی کس قدر شان بزرگ ہے۔ جس کی نبوت ہمیشہ طالبوں کو تازہ ثبوت دکھلاتی رہتی ہے اور ہم متواتر نشانوں کی برکت سے اس کمال کے مراتب عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو ہم آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ پس مذہب اسے کہتے ہیں اور سچا نبی اس کا نام ہے جس کی سچائی کی ہمیشہ تازہ بہار نظر آئے محض قصوں پر جن میں ہزاروں طرح کی کمی بیشی کا امکان ہے بھروسہ کر لینا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ دنیا میں صدہا لوگ خدا بنائے گئے اور صدہا پرانے افسانوں کے ذریعہ سے کراماتی کر کے مانے جاتے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ سچا کراماتی وہی ہے جس کی کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو۔ سو وہ شخص ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں اس کامل اور مقدس کے نشان دکھلانے کے لئے کسی نہ کسی کو بھیجا ہے ........

محمدؐ است امام و چراغ ہر دو جہاں — محمدؐ است فروزندۂ زمین و زماں
خدا نگویمش از ترس حق مگر بخدا — خدا نما است وجودش برائے عالمیاں"

(کتاب البریہ صفحہ ۱۵۵، ۱۵۶ حاشیہ)

جملہ انبیاء علیہم السلام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس لازوال فضیلت کی وجہ سے کہ دائمی روحانی زندگی صرف آپ ہی کو ملی ہے اور اب آپ ہی کی پیروی اور اتباع کی برکت سے دوسروں کو روحانی حیات نصیب ہوتی ہے۔ اسلام کو کل ادیان پر ایک لازوال فضیلت حاصل ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا:-

"سچے مذہب کی یہی نشانی ہے کہ اس مذہب کی تعلیم سے ایسے راستباز پیدا ہوتے رہیں جو محدث کے مرتبہ تک پہنچ جائیں جن سے خدا تعالیٰ آمنے سامنے کلام کرے۔ اور اسلام کی حقیقت اور حقانیت کی اول نشانی یہی ہے کہ اس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہو پیدا ہوتے ہیں۔ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ نور صرف اسلام میں ہے۔ عیسائی مذہب اس روشنی سے بے نصیب ہے۔"

(حجۃ الاسلام صفحہ ۳)

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی صفات الٰہیہ کے مظہر اتم ہیں اور الحی کے مظہر ہونے کی حیثیت میں دائمی روحانی زندگی صرف آپ کو ہی حاصل ہے اور اب صرف آپ ہی کی پیروی اور اتباع کی برکت سے دوسروں کو روحانی حیات میسر آتی ہے اور انہیں بھی اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف نصیب ہوتا ہے۔ بجز آپ کے اور کوئی نہیں جس کا فیض دائمی طور پر جاری و ساری ہو۔ چنانچہ اس کا عملی ثبوت ہر زمانہ میں ملتا چلا آ رہا ہے اور اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس کا مہتم بالشان ثبوت آنحضرتؐ کی پیشگوئی کی بموجب آپ ہی کے ایک عظیم روحانی فرزند مسیح موعودؑ کو مبعوث فرما کر دیا ہے۔ تمام انبیاءؑ اور ان کے لائے ہوئے مذاہب کی فیض رسانی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ جس کی فیض رسانی کا سلسلہ دائمی طور پر جاری ہے۔ وہ ایک ہی وجود باجود ہے اور وہ ہیں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاءؐ، امام الاصفیاء والاتقیاء والاولیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

○

اعلان تعطیل:- ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۹۹ھ (۱۰ فروری ۱۹۷۹ء بروز ہفتہ) کو یوم سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک تقریب پر حسب سابق دفتر الفضل میں تعطیل ہوگی اور پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین مطلع رہیں۔ (مینیجر)

# سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ علوم ربانی دیئے گئے اور آپ کو سب سے زیادہ معرفت عطا کی گئی

## آپ اطاعت کے اس درجہ تک پہنچے کہ جو کچھ خدا کا ہے وہ آپ کا ہے۔ آپ کی غلامی سے ہی اب نجات وابستہ ہے

### ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام



"قُل رَبِّ زِدنِی عِلماً یعنی اے میرے رب! تو مجھے اپنی عظمت اور معرفت شیون اور صفات کا علمِ کامل بخش۔ اور پھر دوسری جگہ فرمایا وبذٰلک اُمرتُ وانا اوّلُ المُسلمین۔ اِن دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو اوّل المسلمین ٹھہرے تو اس کا یہی باعث ہوا کہ اوروں کی نسبت علومِ معرفتِ الٰہی میں اعلم ہیں یعنی علم ان کا معارفِ الٰہیہ کے بارے میں سب سے بڑھ کر ہے اِس لئے ان کا اسلام بھی سب سے اعلیٰ ہے اور وہ اوّل المسلمین ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس زیادتِ علم کی طرف اس دوسری آیت میں بھی اشارہ ہے جیسا کہ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما الجزو ۵ یعنی خدا تعالیٰ نے تجھ کو وہ علوم عطا کئے جو تُو خود بخود نہیں جان سکتا تھا اور فضلِ الٰہی سے فیضانِ الٰہی سب سے زیادہ تیرے پر ہوا یعنی تُو معارفِ الٰہیہ اور اسرار اور علومِ ربّانی میں سب سے بڑھ گیا اور خدا تعالیٰ نے اپنی معرفت کے عطر کے ساتھ سب سے زیادہ تجھے معطّر کیا۔۔۔۔ اس مرتبہ کی طرف اشارہ اس آیت میں بھی ہے قل یا عبادی الّذین اسرفوا علیٰ انفسھم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ انّ اللہ یغفر الذّنوب جمیعًا (الجزو ۲۴ سُورۃ الزمر) یعنی کہہ اے میرے غلامو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے کہ تم رحمتِ الٰہی سے ناامید مت ہو خدا تعالیٰ سارے گناہ بخش دے گا۔ اب اِس آیت میں بجائے قُل یا عباد اللہ کے جس کے یہ معنے ہیں کہ کہہ اے خدا تعالیٰ کے بندو یہ فرمایا کہ قُل یا عبادی یعنی کہہ کہ اے میرے غلامو! اِس طرز کے اختیار کرنے میں بھید یہی ہے کہ یہ آیت اِس لئے نازل ہوئی ہے کہ تا خدا تعالیٰ بے انتہاء رحمتوں کی بشارت دیوے اور جو لوگ کثرتِ گناہوں سے دِل شکستہ ہیں ان کو تسکین بخشے سو اللہ جلّشانہٗ نے اِس آیت میں چاہا کہ اپنی رحمتوں کا ایک نمونہ پیش کرے اور بندہ کو دکھلا دے کہ میں کہاں تک اپنے وفادار بندوں کو انعاماتِ خاصہ سے مشرّف کرتا ہوں سو اس نے قُل یا عبادی کے لفظ سے یہ ظاہر کیا کہ دیکھو! یہ میرا پیارا رسُول دیکھو برگزیدہ بندہ کہ کمال اطاعت سے کس درجہ تک پہنچا کہ اب جو کچھ میرا ہے وہ اس کا ہے جو شخص نجات چاہتا ہے وہ اس کا غلام ہو جائے یعنی ایسا اسکی اطاعت میں محو ہو جائے کہ گویا اس کا غلام ہے تب وہ گو کیسا ہی پہلے گناہ گار تھا بخشا جائیگا۔۔۔ جو شخص اپنی نجات چاہتا ہے وہ اس نبی سے غلامی کی نسبت پیدا کرے یعنی اسکے حکم سے باہر نہ جائے اور اسکے دامنِ اطاعت سے اپنے تئیں وابستہ جانے جیسا کہ غلام جانتا ہے تب وہ نجات پائیگا۔۔۔ اِس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ ماحصل اس آیت کا یہ ہے کہ جو لوگ دل و جان سے تیرے یا رسول اللہ کے غلام بن جائیں گے ان کو وہ نُورِ ایمان اور محبت اور عشق بخشا جائیگا کہ جو ان کو غیر اللہ سے رہائی دے گا اور وہ گناہوں سے نجات پا جائیں گے اور اسی دُنیا میں ایک پاک زندگی ان کو عطا کی جائیگی اور نفسانی جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے وہ نکالے جائیں گے اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے انا الحاشر الّذی یحشر النّاس علیٰ قدمی یعنی میں وہ مردوں کو اُٹھانے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اُٹھائے جاتے ہیں واضح ہو کہ قرآن کریم اِس محاورہ سے بھرا پڑا ہے کہ دُنیا مر چکی تھی اور خدا تعالیٰ نے اپنے اس نبی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر نئے سرے سے دُنیا کو زندہ کیا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

# كَلَامُ الْاِمَامِ اِمَامُ الْكَلَامِ

## سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی و فارسی منظوم کلام

### لَهٗ فَيْضُ خَيْرٍ لَا تُضَاهِيْهِ اَبْحُرٗ

(آنحضرتؐ کے افاضۂ خیر کی سمندر بھی برابری نہیں کر سکتے)

وَفِيْ كُلِّ اَقْوَامٍ ظَلَامٌ مُّدَمِّرٌ　　وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَدْرٌ مُّنَوِّرٌ

اور سب قوموں میں ہلاک کرنیوالی تاریکی ہے اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود روشنی دینے والا چودھویں رات کا چاند ہے

وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ مُهْجَةُ مُهْجَتِيْ　　وَمِنْ ذِكْرِهِ الْاَحْلٰى كَاَنِّيْ مُثْمِرٌ

اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جان کی جان ہیں اور آپ کے میٹھے ذکر سے میں ثمردار ہوا ہوں

وَلَيْسَ طَرِيْقُ الْهُدٰى اِلَّا اِتِّبَاعَهٗ　　وَمَنْ قَالَ قَوْلًا غَيْرَهٗ فَيُتَبَّرُ

آپ کی پیروی کے سوا ہدایت کا کوئی اور رستہ نہیں۔ اور جس شخص نے اس کے بغیر اور کچھ کہا وہ ہلاک ہو گا

وَوَاللّٰهِ اِنَّ كِتَابَنَا بَحْرُ الْهُدٰى　　وَتَاللّٰهِ اِنَّ نَبِيَّنَا مُتَبَقِّرٌ

اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہماری کتاب یعنی قرآن کریم ہدایت کا سمندر ہے اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہمارا نبیؐ کثیر العلم ہے

وَيَبْقٰى اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ دِيْنُهٗ　　لَهٗ مِلَّةٌ بَيْضَاءُ لَا تَتَغَيَّرُ

آپؐ کا دین قیامت تک باقی رہے گا۔ اور آپؐ کی ملّتِ بیضا کبھی تغیّر پذیر نہیں ہو گی

لَهٗ دَرَجَاتٌ لَا شَرِيْكَ لَهٗ بِهَا　　لَهٗ فَيْضُ خَيْرٍ لَا تُضَاهِيْهِ اَبْحُرٗ

آپؐ کے بلند درجات میں آپؐ کا اور کوئی شریک نہیں اور آپؐ کے افاضۂ خیر کی سمندر بھی برابری نہیں کر سکتے

اَلَا مَا هَرَفْنَا فِيْ ثَنَاءِ رَسُوْلِنَا　　لَهٗ رُتْبَةٌ فِيْهِ الْمَدَائِحُ تُحْصَرُ

خبردار! ہم نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعریف میں مبالغہ نہیں کیا۔ آپؐ کا رتبہ ایسا بلند ہے کہ اس میں تمام مدحیں ختم ہو جاتی ہیں

فِدًى لَّكَ رُوْحِيْ يَا حَبِيْبِيْ وَسَيِّدِيْ

اے میرے حبیب اور سردار! میری روح آپؐ پر فدا

فِدًى لَّكَ رُوْحِيْ اَنْتَ وَرْدٌ مُّنَضَّرٌ

اور میری جان آپؐ پر قربان ہو۔ آپؐ تو گلاب کا تر و تازہ پھول ہیں

(کرامات الصادقین)

### نثارِ رُوئے تابانِ محمدؐ

(مَیں محمدؐ کے نورانی چہرے پر فدا ہوں)

عجب نوریست در جانِ محمدؐ　　عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان میں ایک عجیب نور ہے۔ محمدؐ کی کان میں ایک عجیب و غریب لعل ہے

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم　　کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

دونوں جہان میں مَیں کسی شخص کو نہیں جانتا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی شان و شوکت رکھتا ہو

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم!　　نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

رسول اللہ کی زلفوں کی قسم کہ مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی چہرے پر فدا ہوں

دریں رہ گر کُشندم ور بسوزند　　نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ

اس راہ میں اگر مجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جاوے تو پھر بھی مَیں محمدؐ کی بارگاہ سے منہ نہیں پھیروں گا

بکارِ دیں نترسم از جہانے　　کہ دارم رنگِ ایمانِ محمدؐ

دین کے معاملہ میں مَیں سارے جہان سے بھی نہیں ڈرتا کہ مجھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کا رنگ ہے

فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من　　کہ دیدم حُسنِ پنہانِ محمدؐ

اس کی راہ میں میرا ہر ذرّہ قربان ہے کیونکہ مَیں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مخفی حُسن دیکھ لیا ہے

دگر استاد را نامے ندانم　　کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

مَیں اور کسی استاد کا نام نہیں جانتا مَیں تو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مدرسہ کا پڑھا ہوا ہوں

من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم　　کہ دارد جا بہ بُستانِ محمدؐ

مَیں طائرانِ قدس میں سے وہ اعلیٰ پرندہ ہوں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ میں بسیرا رکھتا ہے

رہِ مولیٰ کہ گُم کردند مردم　　بجو در آل و اعوانِ محمدؐ

خدا کے اس راستہ کو جسے لوگوں نے بھلا دیا ہے تُو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آل اور انصار میں ڈھونڈ

الا اے منکر از شانِ محمدؐ　　ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ

خبردار ہو جا! اے وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چمکتے ہوئے نور کا منکر ہے

کرامت گرچہ بے نام و نشان است

اگرچہ کرامت اب مفقود ہے

بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

مگر تُو آ اور اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں دیکھ لے

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

# جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام کی حقیقت کامل طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں متحقق ہے

# آپ اوّل المسلمین ہیں

## ہمارے لئے ضروری ہے کہ اپنی خداداد استعدادوں کی کامل نشوونما کے لئے آپ کی کامل پیروی کی جائے اور آپ سے غلامی کا رشتہ قائم کیا جائے

### فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۴ر اپریل ۱۹۷۵ء کو جو خطبہ ارشاد فرمایا اس کا ایک اہم اقتباس افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

ہم احمدی جو حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے ہیں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جیسا کہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے۔ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اوّل المسلمین ہیں یعنی

### اسلام کی حقیقت

کامل طور پر اور اعلیٰ طور پر حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود میں متحقق اور ثابت ہے۔

ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے جو رحمٰن ہے اپنی موہبت سے حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ذاتِ باری اور صفاتِ باری کے عرفان کی سب سے زیادہ طاقت اور استعداد عطا کی تھی۔ اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خدائے رحیم نے اس استعداد کی کامل نشوونما کے لئے سامان پیدا کئے تھے۔ اور اس طرح استعدادِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کامل طور پر جلوہ گر ہوئی آپ کی استعداد نے کمال نشوونما پایا۔

غرض ذاتِ باری اور صفاتِ باری کے عرفان کی سب سے بڑھ کر استعداد حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی اور اس استعداد کی کامل نشوونما کے سامان خدائے رحیم نے پیدا کئے اور وہ تمام علوم جن کا تعلق عظمت اور وحدانیت باری سے ہے ان کی کامل معرفت نوعِ انسانی میں سے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی۔ اس لئے

### ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں

کہ جیسا کہ قرآن کریم نے کہا ہے آپ اوّل المسلمین ہیں یعنی سب سے اعلیٰ مسلمان ہیں چونکہ اسلام کی حقیقت کامل طور پر آپ کے وجود میں متحقق ہوتی ہے اور چونکہ آپ صفاتِ باری کے مظہرِ اتم بنے ہیں۔ اس لئے آپ اعلیٰ اور اکمل ہیں۔ اب جس کسی نے بھی اپنی استعداد کی اپنے دائرہ استعداد میں کامل نشوونما کرنی ہو۔ اس کے لئے ہمارے عقیدہ کے مطابق ضروری ہے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے غلامی کا رشتہ قائم کرے۔ اور جیسا کہ قرآن کریم نے کہا ہے کامل اتباع کے نتیجہ میں اپنے لئے اپنی استعداد کے مطابق [illegible] کے حصول کی اور حقیقتِ اسلام کے حصول کی کوشش کرے۔ اور ہر وہ شخص جو اتباع نہیں کرتا تو جیسا کہ وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے دُور ہو جاتا ہے۔ ویسا ہی خدا سے بھی دُور ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص آپ کی اتباع کرتا ہے اس کو اس اتباع کے نتیجہ میں روح القدس کی مدد حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے

### روحانی علوم میں زیادتی کی جاتی ہے

اور اس کے اپنے دائرہ میں اسے دوسروں کے لئے نمونہ بنایا جاتا ہے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے نتیجہ میں روح القدس کے توسط سے ایک زندگی انسان کو ملتی ہے۔ اور قرآن کریم بڑے زور شور سے یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہونے والی وہ

### حیاتِ روحانی

روح القدس کے توسط سے انسان کو ملتی ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قرآن کریم کا بڑے زور شور سے یہ دعوےٰ ہے کہ وہ حیاتِ روحانی صرف متابعت اس رسول کریم سے ملتی ہے اور تمام وہ لوگ جو اس نبی کریم کی متابعت سے سرکش ہیں وہ مُردے ہیں جن میں اس حیات کی روح نہیں ہے اور حیاتِ روحانی سے مراد انسان کے وہ علمی و عملی قوےٰ ہیں جو روح القدس کی تائید سے زندہ ہو جاتے ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۸۱ تا ۱۹۶)

یہ حکم ہے جماعت احمدیہ کے احباب کو مردوں کو بھی اور مستورات کو بھی بڑوں کو بھی اور چھوٹوں کو بھی کہ وہ یہ عقیدہ رکھیں اور اس عقیدہ کے مطابق انتہائی کوشش کریں کہ جس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کامل استعداد کے مالک تھے اور استعدادوں کی کامل نشوونما خدائے رحیم کے فضل سے پانے والے تھے۔ اسی طرح آپ کی متابعت اور آپ کی پیروی اور آپ کے ساتھ رشتۂ غلامی جوڑ کر ہم میں سے ہر ایک اپنی استعدادوں کو کمال نشوونما تک پہنچانے والا ہو اور اس کے لئے روح القدس کی جیب مدد کی ضرورت ہو۔ اسے وہ پانے والا ہو۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (الفضل ۱۶ر اگست ۱۹۷۵ء)

# خدا، خدا کے فرشتے جسے سلام کہیں

بلا مقام جسے خاتمِ نبوّت کا
وہ ایک شخص تھا معراجِ آدمیّت کا

حرم میں رکھے ہوئے سینکڑوں خدا چھوڑے
پیام لایا فقط ایک کی عبادت کا

نہ ڈر بہت سے بتوں کا نہ کوئی خوف اسے
بتوں کے ماننے والوں کی اکثریّت کا

وہ بے نیاز کہ مرعوب کر سکا نہ اُسے
غضب عوام کا یا دبدبہ حکومت کا

اُسی کی قوم ہوئی اُس کے درپئے آزار
پیام جو تھا جو انسانیت کی عظمت کا

خدا، خدا کے فرشتے جسے سلام کہیں
ہدف بنا وہی توہین کا ملامت کا

جنوں سمجھ کے جو دانشوروں نے ٹھکرایا
وہ ایک چشمۂ جاری تھا علم و حکمت کا

وہ اُمّی صحبتِ جبریل میں ہوا عالم
سلیقہ سیکھ کے پل بھر میں حُسنِ قرأت کا

جو رنگ و نسل کے قیدی تھے ان غلاموں کو
سبق سکھایا مساوات کا اخوّت کا

ہدف بنا وہ مسلسل اذیّتوں کا مگر
لبوں پہ آیا نہ اک حرف بھی شکایت کا

جب اُس پہ تیر عداوت کے ہر طرف سے چلے
پیام اُس نے دیا ہر طرف محبّت کا

اُٹھایا صدمہ بڑی بےبسی کے عالم میں
وطن سے رات کی تاریکیوں میں ہجرت کا

حرم کے راستے مسدود جب ہوئے اُس پر
کھلا بفتحِ مُبیں درِ خدا کی نصرت کا

جو دیں ایثار و درگذر میں نہیں
جواب فاتحِ مکّہ کے عزم و ہمّت کا

—(۲)—

مقام اُس کا کوئی بوالحکم سمجھ نہ سکا
نجنتا اُس کی کسی بولہب نے کی نہ قبول
کمی نہ رہ سکی دانش گہِ جہاں میں کوئی
ہوا حرا میں جو آئینِ زندگی کا نزول

خدا نہیں تھا مگر تھا خدا نما وہ ضرور
بشر وہ تھا کہ نہیں تھا یہ ساری بحث فضول
خدا گواہ مجھے اس کی یاد آئی ہے
بچھائے جب بھی مری راہ میں کسی نے ببول

زمینِ طائف کے پتّھر پکارتے ہیں ابھی
سراپا حُسن تھا، احسان اس کا اصلِ اصول
گواہ شعبِ ابی طالب اُسکے صبر پہ ہے
نہ بندگانِ خدا سے نہ وہ خدا سے ملول

ہزار آتشِ نمرود کوئی بھڑکائے
مرے لئے مری جنّت ہے آستانِ رسُولؐ
جو اُس کی راہ میں آئے جو اُسکے غم میں ملے
مجھے وہ درد گوارا مجھے وہ موت قبول

—(۳)—

مرے حبیبؐ! مری بےبسی و مجبوری
مَیں تیرے شہر کی گلیوں میں آ نہیں سکتا
مجھے یہ حکم ہے میں خواہشِ حرم نہ کروں
ترے حضور ترے گیت گا نہیں سکتا

یہ اَور بات تھی مَیں تیرا وقت پا نہ سکا
مگر یہ کیا کہ تیرے پاس آ نہیں سکتا
یہ کیا کہ مَیں ترے روضہ کی جالیوں کے قریب
اب اپنا دستِ دعا بھی اٹھا نہیں سکتا

حریمِ صبر و رضا! تنگ آ گیا ہوں مَیں
مَیں اپنے ضبط کو اَور آزما نہیں سکتا
حدودِ جبرِ زمانہ کو پھاند لوں کیسے
مَیں اختیار کے حلقہ میں آ نہیں سکتا

غمِ حیات سے آنکھیں ملا تو سکتا ہوں
مَیں آنسوؤں کو تبسّم بنا نہیں سکتا
ہنوز سازِ الم پر ہیں انگلیاں میری
مسرّتوں کے ترانے سُنا نہیں سکتا

—(۴)—

یہ زندگی میری ہر آرزو کے کاسے میں
کہیں سے لاکے مئے غم انڈیلتی ہی رہی
تجھے خبر ہے مری بےبسی کی راتوں میں
یہ کہکشاں میرے زخموں سے کھیلتی ہی رہی

فغاں کا اذن نہیں دل پہ اختیار نہیں
مجھے نگاہ پہ اپنی اب اعتبار نہیں
اب آپ تیری محبّت کا رازداں ہوں میں
دیارِ غم میں مرا کوئی غمگسار نہیں
بہار ہے مگر اب فرصتِ بہار نہیں
تری تمنّا تو ہے تابِ انتظار نہیں

مگر یہ بات گوارا نہیں نہیں مجھ کو
کہ آرزو تری فریاد بن کے رہ جائے
وہ دردِ عشق جسے تُو نے زندگی بخشی
نگاہِ ضبط سے خونناب بن کے بہہ جائے

مَیں بستی بستی میں گاؤں گا تیرے گیت مدام
زمیں کے سارے کناروں کو دونگا تیرا پیام
قدم قدم پہ پکارے چلوں گا نام ترا
نفس نفس میں کہوں گا تجھے درود و سلام

عبدالمنّان ناہید

# صاحبِ کوثر کا دائمی فیضان

آنکہ در بر: کرم بحرِ عظیم     آنکہ در لطفِ اتم یکتا دُرے

آنکہ در جُود و سخا ابرِ بہار     آنکہ در فیض و عطا یک خاورے



"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزار سلام) اپنے افاضہ کے رُو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں کیونکہ گزشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آکر ختم ہو گیا اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مُردے ہیں کوئی ان میں زندگی نہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے۔" (چشمہ مسیحی ص[illegible] تالیف حضرت مہدی معہود علیہ السلام)

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ ربوہ

## مکہ کی بستی میں دو چشمے

مکہ کی مبارک بستی میں دو مشہورِ عالم چشمے پھوٹے ایک ظاہری و مادی چشمہ زمزم، جو قریباً چار ہزار برس سے جاری ہے اور حضرت سیدہ ہاجرہ اور حضرت سیدنا اسماعیل علیہما السلام کی مقدس یادگار ہے۔ دوسرا چشمہ روحانی اور باطنی ہے جو شاہِ لولاک خاتم النبیین فخر المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجودِ مقدس کے ذریعہ ازل سے ظہور میں آیا اور ابد تک پوری شان کے ساتھ قائم رہے گا جس کا نام قرآنی اصطلاح میں کوثر ہے۔ یہ چشمۂ برکات زمان و مکان کی قیود سے بالا ہے اور اپنے اندر خارق عادت طور پر عالمگیر اور دائمی فیضان رکھتا ہے حضرت مہدی موعودؑ فرماتے ہیں:

شَمْسُ الْھُدٰی طَلَعَتْ لَنَا مِنْ مَّکَّۃٍ
عَیْنُ النَّدٰی نَبَعَتْ لَنَا بِحِرَاءٖ

آفتابِ ہدایت ہمارے لئے مکہ سے طلوع ہوا اور سخاوت کا چشمہ ہمارے لئے غارِ حرا سے ظاہر ہوا۔

البتہ اگلے جہان میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حوضِ کوثر عطا کیا جائے گا لیکن اس دنیا میں بھی آپ کو ایک عظیم الشان اور عدیم المثال کوثر بخشا گیا۔

## کوثر کی متعدد تفاسیر

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کوثر کی نسبت مجد الدین حضرت علامہ ابن اثیرؒ (متوفی ۶۰۶ھ) نے اپنی مشہور لغت نہایہ میں تحریر فرمایا ہے کہ:

مَعْنَاہُ الْخَیْرُ الْکَثِیْرُ وَجَاءَ فِی التَّفْسِیْرِ اَنَّ الْکَوْثَرَ الْقُرْاٰنُ وَالنُّبُوَّۃُ وَالْکَوْثَرُ فِیْ غَیْرِ ھٰذَا الرَّجُلُ الْکَثِیْرُ الْعَطَاءِ۔

(جلد ۴ ص ۳۹)

یعنی کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں۔ تفسیر میں آیا ہے کہ کوثر قرآن اور نبوت (محمدیہ) ہے علاوہ ازیں کثیر العطاء یعنی سخی انسان کو بھی کوثر کہا جاتا ہے۔

"ترجمان القرآن" حضرت ابن عباسؓ نے بھی کوثر سے مراد خیر کثیر ہی لیا ہے۔ حضرت حسنؒ قرآن کو اور حضرت عکرمہؓ نبوت کو کوثر کہتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ بن عیاش اور حضرت یمانؒ بن وثاب کے نزدیک "امت محمدیہ" کوثر ہے (تفسیر قرطبی و تفسیر بحر محیط) بعض مفسرین ان علماء ربانی کو کوثر قرار دیتے ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے انبیاء بنی اسرائیل کا مثیل ٹھہرایا گیا ہے (تفسیر کبیر رازیؒ) حضرت ثعلبیؒ معجزات کو کوثر بتاتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی) اور حضرت مفضلؒ بن سلمہ اور مؤلف "صحاح اللغۃ" حضرت امام ابو نصر اسماعیل بن حماد فارابی (متوفی ۲۰۵ھ) کی رو سے کوثر کثیر خیر انسان کو کہتے ہیں (مفردات امام راغب و تفسیر کبیر رازیؒ) اور بعض بزرگانِ سلف نے کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو بھی کوثر سے موسوم فرمایا ہے (تفسیر فتح القدیر للشوکانیؒ)

اگرچہ کوثر کی تفسیر میں اور بھی بہت سے اقوال کتب تفسیر میں پائے جاتے ہیں مگر ان سب معانی میں قرآن، نبوت محمدیہ اور امت محمدیہ ہی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور یہ تینوں ہی لازوال اور دائمی شان رکھتے ہیں جس سے بآسانی یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا افاضہ خیر و برکت جاری و ساری ہے اور ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں پر محیط ہے۔

## کوثر قرآن مجید

قرآن مجید ایک کامل و مکمل کتاب ہے جس میں "تمام صداقتیں پائی جاتی ہیں جو پہلی شریعتوں کے اندر موجود تھیں۔ اس پاک کتاب کو یہ منفرد شان بھی حاصل ہے کہ آیت اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ (آل عمران: ۲۴) کے مطابق اُس نے ماقبل شرائع سے لے کر اپنے اندر یہ صداقتیں جمع نہیں کیں بلکہ اُن شرائع کے اندر قرآن کریم سے لے کر یہ صداقتیں رکھی گئی تھیں۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام قرآن عظیم کی معجزانہ تاثیرات پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"فرقان مجید بادجود ان تمام کمالات بلاغت و فصاحت و احاطۂ حکمت و معرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذاتِ بابرکات میں ایسی رکھتا ہے کہ اس کا سچا اتباع انسان کو مستقیم الحال اور منور الباطن اور منشرح الصدر اور مقبولِ الٰہی اور قابلِ خطاب حضرتِ عزت بنا دیتا ہے اور اس میں وہ انوار پیدا کرتا ہے اور وہ فیوضِ غیبی اور تائیداتِ لاریبی اس کے شاملِ حال کر دیتا ہے کہ جو اغیار میں ہرگز پائی نہیں جاتیں اور حضرت احدیت کی طرف سے وہ لذیذ اور دلآرام کلام اس پر نازل ہوتا ہے جس سے اس پر دمبدم کھلتا جاتا ہے کہ وہ فرقان مجید کی سچی متابعت سے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی سے اُن مقامات تک پہنچایا گیا ہے کہ جو محبوبانِ الٰہی کے لئے خاص ہیں اور ان ربانی خوشنودیوں اور مہربانیوں سے بہرہ یاب ہو گیا ہے جن سے وہ کامل ایماندار بہرہ یاب تھے جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور نہ صرف مقال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر بھی اُن تمام محبتوں کا ایک صافی چشمہ اپنے پر صدق دل میں بہتا ہوا دیکھتا ہے اور ایک ایسی کیفیت تعلق باللہ کی اپنے منشرح سینہ میں مشاہدہ کرتا ہے جس کو نہ الفاظ کے ذریعہ سے اور نہ مثال کے پیرایہ میں بیان کر سکتا ہے اور انوارِ الٰہی کو اپنے نفس پر بارش کی طرح برستے ہوئے دیکھتا ہے اور وہ انوار کبھی اخبارِ غیبیہ کے رنگ میں اور کبھی علوم و معارف کی صورت میں اور کبھی اخلاقِ فاضلہ کے پیرایہ میں اس پر پرتوہ ڈالتے رہتے ہیں۔ یہ تاثیرات فرقان مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہیں، اور جب سے کہ آفتاب صداقت ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آیا اُسی دم سے آج تک ہزارہا نفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے متابعت کلامِ الٰہی اور اتباع رسول مقبول سے مدارج عالیہ مذکورہ بالا تک پہنچ چکے ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ صفحہ ۲۴۲-۲۴۳)

## کوثر نبوت محمدیہ

نبوت محمدیہ کا دوسرا نام مقامِ ختمِ نبوت ہے جس کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث مبارک ہے کہ:

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ

فِیْ طِیْنَتِہٖ (مسند احمد بن حنبل جلد۴ ص۱۲۸)

یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس وقت سے ام الکتاب میں خاتم النبیین ہوں جب کہ آدم مٹی ہی میں تھے۔

اس آسمانی صداقت اور روحانی حقیقت کو حضرت امام ہمام خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہایت موثر طریق اور سائنٹیفک انداز میں واضح فرمایا ہے جس سے کوثرِ نبوت محمدیہ کی ابدی عظمت اور عدیم النظیر روحانی تاثیرات پر خوب روشنی پڑتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں :۔

" آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس وقت خاتم الانبیاء تھا کہ ابھی آدم کا وجود بھی دنیا میں نہیں تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار یا کچھ ہزار یا جتنے مرضی انبیاء کہہ لیں، جو آدم کی نسل سے پیدا ہوئے وہ سارے کے سارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء کے مقام پر فائز ہونے کے بعد آئے یہ نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت کے وقت خاتم الانبیاء بنائے گئے تھے۔ اور آپ سے پہلے جو نبی تھے وہ تو گزر گئے اور ان کا آپ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آدم سے پہلے اور ایک لاکھ بیس ہزار انبیاء سے بھی پہلے خاتم الانبیاء تھے۔ یہ کوئی فلسفیانہ بحث نہیں ہے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ یہ کوئی تھیوری نہیں ہے جو آئندہ کے لئے پیش کی جاتی ہے یا کوئی [illegible] ایجاد نہیں ہے کہ جس میں تبدیلی ممکن ہو۔ مثلاً [illegible] جہاز ول، مشینیں، اور دواؤں کے اندر ترمیم اور تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ یہ اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ ایک حقیقت کائنات ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ کی وحدانیت بنیاد ہے اس کائنات کی، اسی طرح یہ بھی آدم کے ساتھ تعلق رکھنے والی جو دنیا ہے اس کی بنیادی حقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کا خاتم الانبیاء ہونا ہے۔

" پس ہمارا یہ ایمان ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آدم کی پیدائش سے بھی پہلے خاتم الانبیاء تھے۔ اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ تمام انبیاء اور اولیاء اور بزرگ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے گزرے ہیں انہوں نے تمام روحانی برکات آپ ہی کے طفیل حاصل کی ہیں "۔ (ہمارے عقائد ص۱۶، ۱۷)

۵ــ آں شہِ عالم کہ نامش مصطفیٰ
سیدِ عشاق حق شمس الضحیٰ

آنکہ ہر نورے طفیل نورِ اوست
آنکہ منظور خدا منظورِ اوست

یہ ایک ابدی صداقت ہے جس کا تعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور قدسی سے قبل اور بعد دونوں زمانوں کے ساتھ ہے جس پر قرآن مجید کی حسب ذیل آیت شاہد ناطق ہے :

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ
تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(آل عمران : ۳۲)

ترجمہ : ان کو کہہ دو کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا تعالیٰ بھی تم سے محبت رکھے۔ اور تمہیں اپنا محبوب بنالیوے۔

اس آیت کریمہ کے مطابق چونکہ ہر فیضان اتباع محمدی سے وابستہ ہے اور بجز آپ کی مُہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اس لئے حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے پوری قوت و شوکت کے ساتھ یہ اعلان فرمایا :

" جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو کہ وہ آپ کی اُمت میں سے ہے اور یہ کہ جو کچھ اس نے پایا ہے آپ کے فیضان سے پایا ہے وہ آپ کے باغ کا ایک پھل، آپ کی بارش کا ایک قطرہ اور آپ کے انوار کی ایک جھلک ہے تو ایسا شخص ملعون ہے اور ایسے شخص پر اور اس کے مددگاروں اور پیروؤں اور ساتھیوں پر سب پر خدا کی لعنت ہے اب آسمان کے نیچے ہمارے نبی مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی شخص جو آپ کا غیر ہو، نبی نہیں اور نہ ہی قرآن کے سوا ہماری کوئی کتاب ہے "

(ترجمہ مواہب الرحمٰن ص ۶۶-۶۸)

## کوثرِ امت محمدیہّ

قرآن مجید نے امت محمدیہ کو خیر امت قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا :

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ
اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

(آل عمران : ۱۱۱)

تم سب امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ اس ارشاد سے ثابت ہے کہ رب کریم کا منشاء مبارک اس امت کے بارے میں یہ ہے کہ اسے پہلی تمام امتوں سے بڑھ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات سے متمتع کرے چنانچہ حدیث نبوی ہے

اُعْطِيَتْ هٰذِهِ الْاُمَّةُ
مَالَمْ يُعْطَ اَحَدٌ

(کنز العمال جلد ۶ ص ۲۴۳)

اس امت کو وہ کچھ عطا ہوا ہے جو کسی اور کو نہیں دیا گیا۔ اس عظیم الشان تقدیر خداوندی کا علم سورۃ فاتحہ سے بھی بخوبی ہو سکتا ہے کیونکہ اس میں ہر مسلمان کو یہ دعا سکھلائی گئی ہے کہ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ
الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

اے خدا ہمیں رسولوں اور نبیوں کی راہ پر چلا جن پر تیرا انعام اور اکرام ہوا۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام اس آیت کریمہ کی نہایت وجد آفریں تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

" اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ وہی فضل اور انعام جو تمام نبیوں اور صدیقوں پر پہلے ہو چکا ہے وہ ہم پر بھی کر اور کسی فضل سے ہمیں محروم نہ رکھ۔ یہ آیت اس امت کو اس قدر عظیم الشان امید دلاتی ہے جس میں گزشتہ امتیں شریک نہیں ہیں کیونکہ تمام انبیاء کے متفرق کمالات تھے اور متفرق طور پر ان پر فضل اور انعام ہوا۔ اب اس امت کو یہ دعا سکھلائی گئی کہ ان تمام متفرق کمالات کو مجھ سے طلب کرو۔ پس ظاہر ہے کہ جب متفرق کمالات اکٹھے ہو جائیں گے تو وہ مجموعہ متفرق کی نسبت بہت بڑھ جائے گا اسی بناء پر کہا گیا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ۔ یعنی تم اپنے کمالات کی رو سے سب امتوں سے بہتر ہو۔" (چشمہ مسیحی ص ۶۵ ۔ ۶۶)

## خدا اور مصطفیٰ کے احسانات کا دلربا نقشہ

حدیث قدسی میں ہے :

يَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ
وَ اٰخِرَكُمْ وَ اِنْسَكُمْ
وَ جِنَّكُمْ قَامُوْا فِیْ
صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِیْ
فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ
مَسْاَلَتَهٗ مَا نَقَصَ
ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِیْ
اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ
اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم ص $\frac{۱۴۴}{۲-۳}$ )

یعنی اے میرے بندو اگر تمہارے سب اگلے اور پچھلے اور انس اور جن ایک میدان میں اکٹھے ہو جائیں اور مجھ سے مانگیں اور میں ہر انسان کی ضرورت پوری کر دوں تو بھی میرے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں آئے گی جتنی سمندر میں سوئی ڈال کر اس کو باہر نکالنے سے سمندر کے پانی میں کمی آتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم الوہیت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں تمام لوگوں کو آنحضرتؐ کے بندے یعنی غلام قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے :

قُلْ يَا عِبَادِیَ الَّذِيْنَ
اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ
لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ
اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ
الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا

(سورہ زمر : ۵۴)

یعنی کہہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے کہ تم رحمت الٰہی سے ناامید مت ہو۔ خدا تعالیٰ سارے گناہ بخش دے گا۔ اس آیت کریمہ کے پیش نظر جس میں سب خلقت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے یعنی غلام بنایا گیا ہے، ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ مندرجہ بالا حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کے غیر محدود جود و کرم اور احسانات اور تفضلات کا جو پیارا نظارہ اور دلربا نقشہ کھینچا [illegible] ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان گنت اور لاتعداد اور

بے شمار فیوض و برکات پر بھی پوری طرح صادق آتا ہے۔ قرآن عظیم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے:

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا
فَاٰوٰی وَ وَجَدَكَ ضَآلًّا
فَهَدٰی وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا
فَاَغْنٰی فَاَمَّا الْیَتِیْمَ
فَلَا تَقْهَرْ وَ اَمَّا السَّآئِلَ
فَلَا تَنْهَرْ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ
رَبِّكَ فَحَدِّثْ

(سورۃ ضحیٰ)

یعنی خدا تعالےٰ نے تجھے یتیم اور بے کس پایا اور اپنے پاس جگہ دی اور تجھ کو ضال یعنی عاشق وجہ اللہ پایا پس اپنی طرف کھینچ لیا اور تجھے درویش پایا اور غنی کر دیا پس تو بھی یتیموں کو پناہ دے، سوالی کو مت جھڑک اور اپنے رب کی نعمت کا ضرور اظہار کرتا رہ

ان آیت میں نہایت لطیف پیرایہ میں یہ حقیقت نمایاں کی گئی ہے کہ اس یتیم اور لاوارث دنیا کے والی حضرت احدیت کی طرف سے دُرِّ یتیم حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مقرر کیا گیا اور سب روحانی نعمتیں اور برکتیں اور دولتیں خدا نے آپ کو عطا کر دی ہیں۔ اس لئے اب ہر مفلس اور ہر تہی دست کو جو کچھ ملے گا۔ آپ ہی کی درگاہ سے ملے گا۔ سب فیض کے دروازے بند ہیں صرف آپ ہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حق تعالےٰ سے فرمان شاہی دیا گیا ہے کہ جو سائل آستانۂ محمدیت پر آئے اس کے دامن مراد کو خالی نہ جانے دینا بلکہ اس کی روحانی استعداد اور ظرف کے مطابق اسے ضرور کسی نہ کسی نعمت سے متمتع کر دینا کیونکہ سارا جہان فقیر اور کنگال ہے اور تمام آسمانی خزانے تمہیں دیئے گئے ہیں اگر ان غریبوں کو تیرے دربار سے بھی کچھ نہ ملا تو وہ کدھر جائیں گے گزارہ کیا کریں گے۔ الغرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی بلند شانِ افاضہ ہے جس کی طرف خود آنحضورؐ نے درج ذیل الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ یُعْطِیْ

(مشکوٰۃ کتاب العلم)

میں خزانے تقسیم کرنے والا ہوں دیتا اللہ تعالےٰ ہے

ایک اور مرفوع حدیث میں ہے

اِنْ اَنَا اِلَّا خَازِنٌ
اَضَعُ حَیْثُ اُمِرْتُ

(احمد بن حنبل و مواہب اللدنیہ)

حضرت امام نوویؒ کی رُو سے اس کے معنے یہ ہیں کہ جو شے میرے پاس ہے میں اُس کا خازن ہوں۔ جس شے کے تقسیم کرنے کا مجھ کو حکم ہو جاتا ہے میں اس کو تقسیم کر دیتا ہوں۔

## آنحضرتؐ کا فیضان اوّلین و آخرین پر

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی ہے کہ آپ کا یہ فیضان امت محمدیہ کے اوّلین و آخرین دونوں گروہوں پر ہوگا چنانچہ فرمایا:

مَثَلُ اُمَّتِیْ كَالْمَطَرِ
یَجْعَلُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ
اَوَّلِهٖ خَیْرًا وَّفِیْ اٰخِرِهٖ
خَیْرًا۔

(کنز العمال جلد ۶ ص ۲۳۵)

میری امت کی مثال بارش کی ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے اوّل و آخر دونوں میں خیر رکھ دے گا۔

یہی نہیں آنحضرتؐ نے اپنی امت کے دوسرے اور آخری دَور کی نسبت بالخصوص یہ بشارت دی کہ اس میں آپ کے برکات اور انفضال و انوار کا نزول پہلے دور سے بھی بڑھ کر ہوگا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے امت محمدیہ کی تمثیل باغ سے دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَا تَبْكُوْا فَاِنَّ مَثَلَ
اُمَّتِیْ مَثَلُ حَدِیْقَةٍ
قَامَ عَلَیْهَا صَاحِبُهَا
فَاجْتَثَّ رَوَاكِیْهَا
وَهَیَّاَ مَسَاكِنَهَا
وَحَلَقَ سَعَفَهَا۔
فَاَطْعَمَتْ عَامًا فَوْجًا
فَلَعَلَّ اٰخِرَهَا عَامًا
یَكُوْنُ اَجْوَدَهَا
قِنْوًا وَاَطْوَلَهَا
شِمْرَاخًا وَالَّذِیْ
بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ
لَیَجِدُ ابْنُ مَرْیَمَ
فِیْ اُمَّتِیْ خَلَفًا مِنْ
حَوَارِیِّهٖ۔

(کنز العمال جلد ۶ ص ۲۳۵)

ترجمہ: مت روؤ کیونکہ میری امت کی مثال ایک باغ کی ہے جس کا مالک اس کی پوری نگرانی (انتظام) کرے، اس کے گڑھوں کے ارد گرد چکر لگائے۔ (یعنی دیکھ بھال کرے) اور اس کی رہائش گاہ محل کو تیار کرے اور اس کی کونپلوں کو چھانٹے تو ایک سال وہ ایک فوج کو کھلا سکے لیکن آخری سال اس کے خوشے زیادہ عمدہ اور اس کی کونپلیں زیادہ لمبی ہوں۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ابن مریم میری امت میں اپنے حواریوں سے اچھے جانشین پائے گا

دیلمی میں حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ:

اَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی مُوْسٰی
بْنِ عِمْرَانَ اَنَّ فِیْ
اُمَّةِ مُحَمَّدٍ لَرِجَالًا
یَقُوْمُوْنَ عَلٰی كُلِّ
شَرَفٍ وَّ وَادٍ یُنَادُوْنَ
بِشَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ جَزَاؤُهُمْ
عَلٰی جَزَاءِ الْاَنْبِیَاءِ۔

(کنز العمال جلد ۶ ص ۲۳۲)

اللہ تعالےٰ نے موسےٰ بن عمران کو وحی فرمائی کہ امت محمدیہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو ہر اونچی جگہ اور وادی پر کھڑے ہوں گے اور شہادت لا الٰہ الا اللہ کی منادی کریں گے ان کی جزا وہی ہوگی جو نبیوں کی جزا ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ عظیم الشان پیش خبریاں چودہ صدیوں سے ایسی کثرت، صراحت اور تواتر کے ساتھ پوری ہوتی چلی آرہی ہیں کہ اسلام کا کوئی بدترین دشمن بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا چنانچہ حضرت مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہم یقینی اور قطعی طور پر ایک طالب حق کو ثبوت دے سکتے ہیں کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے آج تک ہر ایک صدی میں ایسے باخدا لوگ ہوتے رہے ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ غیر قوموں کو آسمانی نشان دکھلا کر ان کو ہدایت دیتا رہا ہے جیسا کہ سید عبدالقادر جیلانی اور ابوالحسن خرقانی اور ابویزید بسطامی اور جنید بغدادی اور محی الدین ابن عربی اور ذوالنون مصری اور معین الدین چشتی اجمیری اور قطب الدین بختیار کاکی اور فرید الدین پاک پٹنی اور نظام الدین دہلوی اور شاہ ولی اللہ دہلوی اور شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہم در حواعنہ اسلام میں گزرے ہیں اور ان لوگوں کا ہزارہا تک عدد پہنچا ہے۔"

(کتاب البریہ ص ۴۷)

نیز فرمایا:

وہ اس پوشیدہ طاقت سے وہ لوگ (عیسائی۔ ناقل) بالکل بے خبر ہیں جس کے قبضۂ قدرت میں یہ بات داخل ہے کہ اگر چاہے تو ایک دم میں ہزار مسیح ابن مریم بلکہ اس سے بہتر پیدا کر دے چنانچہ اس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کر کے ایسا ہی کیا مگر یہ اندھی دنیا اس کو شناخت نہ کر سکی وہ ایک نور تھا جو دنیا میں آیا اور تمام نوروں پر غالب آگیا۔ اس کے نور نے ہزاروں دلوں کو منور کیا اور اسی کی برکت کا یہ راز ہے کہ روحانی مدد اسلام سے منقطع نہیں ہوئی بلکہ قدیم تقدیم اسلام کے ساتھ چلی آتی ہے ہم ایسی تازہ بتازہ برکتیں اس نبی کے دائمی فیض سے پاتے ہیں کہ گویا اس زمانہ میں بھی وہ ہم میں موجود ہے اور اس وقت بھی اس کے فیض ہماری ایسی ہی رہنمائی کرتے ہیں کہ جیسا اس سے پہلے زمانہ میں کیا کرتے تھے۔"

(چشمۂ معرفت ص ۲۹۸، ۲۹۹)

## فیضانِ مصطفیٰ امیں حیرت انگیز کمالِ جذب

سیدنا حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے بے شمار آسمانی مشاہدات اور مہدی انوار و برکات کی بناء پر یہ بھی فرمایا:

"ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفےٰ و احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی"

(سراج منیر)

اس دعویٰ کے ثبوت میں آپ نے یہ بُرہان قاطع پیش فرمائی کہ:

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو

وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل و یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰-۱۶۱)

کوثر کے ایک لطیف معنی اور

## ایک الہامی نکتہ

یں شروع میں عرض کر چکا ہوں کہ بعض بندگان اسلام جن میں حضرت امام راغب اصفہانی جیسے ممتاز علماء ربانی بھی شامل ہیں۔ کوثر کے ایک معنی کثیر العطا (یعنی سخی انسان کے بھی کئے ہیں یہ لطیف معنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ان کثیر اور متواتر احادیث کے عین مطابق ہیں۔ جن میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے ہاتھوں بکثرت اموال وخزائن کی تقسیم کی خبر دی گئی ہے۔ ان معنی کی رو سے آیت اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا جس کے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئے گا یعنی دینی برکات کے چشمے بہہ نکلیں گے اور بکثرت دنیا میں سچے اہل اسلام ہو جائیں گے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

مگر یہ زبردست روحانی انقلاب چونکہ محض حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے طفیل ہی رونما ہوگا۔ اس لئے حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے خدا سے خبر پاکر بتایا کہ:

"میں خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم" (ایضاً)

اسی الہامی نکتہ کو آپ نے اپنے منظوم کلام میں یوں بیان فرمایا ہے:

؎ جو راز دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

اللّٰھم صل علی نبیّک
وحبیبک سید الانبیاء
وافضل الرسل و
خیر المرسلین
وخاتم النبیین
محمدٍ وَّ اٰلہ و
اصحابہ وبارک
وسلّم۔



# نذرانۂ عقیدت بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

مکرم محمد صدیق صاحب امرتسری سابق مبلغ مغربی افریقہ دہلی

روحِ عالم ہیں جانِ جہاں آپؐ ہیں
سیدیؐ باعثِ کُن فکاں آپؐ ہیں

آپؐ ہی غم کے ماروں کا ہیں آسرا
حامی و ناصرِ بے کساں آپؐ ہیں

سب سے بڑھ کر دو عالم میں بعد از خدا
ساری مخلوق پر مہرباں آپؐ ہیں

ماحیٔ شرک ہے ذاتِ پاک آپؐ کی
فیض و بخشش کا بحرِ رواں آپؐ ہیں

واسطہ تا ابد اے شہِ انبیاءؐ
خالق و خلق کے درمیاں آپؐ ہیں

کیا عرب کیا عجم آپؐ کے سب گدا
محسن و مشفقِ انس و جاں آپؐ ہیں

ہے بہاروں سے جس کی معطر جہاں
نور و رحمت کا وہ گلستاں آپؐ ہیں

ہر بشر کیلئے ہادی و پیشوا
ہر مسلمان کے حرزِ جاں آپؐ ہیں

سبز و شاداب ہے جس سے کشتِ یقیں
حق کا وہ قلزمِ بے کراں آپؐ ہیں

آسرا سب یتیموں کا ہیں آپؐ ہی
ملجاء و ماویٔ بیوگاں آپؐ ہیں

دونوں عالم کے خلاق کے تا ابد
مظہرِ کامل و ترجماں آپؐ ہیں

مجھ سے عاصی کو بھی بخشوا دیجئے
میرا بھی آسرا اور اماں آپؐ ہیں

# نوائے فقیر

گزر ہو تیرا صبا جب مقام یثرب سے
تو عرض اتنی سی کرنا امامؐ یثرب سے

نظر سے چوم کے روضہ سلام کی صورت
لپٹ کے صحنِ حرم سے غلام کی صورت

درِ حبیبؐ پہ گردن جھکا کے خم کر کے
جبینِ ناز کو خاکِ حرم میں ضم کر کے

دل و نظر سے عقیدت ہو گلفشاں ہر سو
محبتوں کی نظر بار کہکشاں ہر سو

خرامِ ناز سے رک کر، سرور سے بہنا
قسم ہے اشکِ رواں کی حضورؐ سے کہنا

بصد خلوص، بصد عجز، احترام کے ساتھ
ہے اک فقیر کو نسبت شہِ تمامؐ کے ساتھ

اگرچہ دُور باحسرت غلام رہتا ہے
نیاز مند وفا کا سلام کہتا ہے

یہ فاصلوں کی فصیلیں، یہ دوریوں کے حصار
یہ امتحاں، یہ مجبوریاں، یہ صبر و قرار

حضورؐ! آپؐ کی خاطر یہ سب گوارا ہیں
حضورؐ! آپؐ ہی تو آخری سہارا ہیں

حضورؐ! بخش دیں مجھ کو بھی گر غلاموں میں
تو پھر نصیب ہوں اپنے بھی شاد کاموں میں

فقیر کی یہ نوا گر قبول ہو جائے
تو آرزو کی کلی کھل کے پھول بن جائے

(حبیب الرحمٰن ساحر)

# رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ——— اور ——— آزادیٔ ضمیر

(مکرم پروفیسر سعود احمد خان صاحب ایم۔اے)

> ہمارے آقا و سرتاج حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ہجرت کے بعد پہلا کام یہی کیا کہ مدینہ کی شہری ریاست میں تمام شہریوں یعنی مسلمانوں اور اوس و خزرج کے وہ لوگ جو ابھی اسلام نہ لائے تھے اور یہودی سب کو بقائے باہمی کا ایک معاہدہ طے کرنے پر رضامند کیا جو تاریخ عالم میں آزادیٔ ضمیر اور آزادیٔ مذہب کی خاطر باہمی تحریری معاہدہ کی پہلی مثال ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ اسلام ہی وہ احد دین ہے جس نے انسانیت کا ہر طرح لحاظ کرتے ہوئے رُشد و ہدایت کا پیغام دیا اور مذہب کو دیو مالائی تصوّرات اور توہّمات سے پاک کرکے کائنات کی حقیقتوں اور انسانی تجربات اور روزمرہ کے مشاہدات کے مطابق معاشرتی، اخلاقی اور روحانی اقدار کو صحیح طور پر دنیا میں قائم کیا۔ جس حقیقت کو انیسویں اور بیسویں صدی کے مفکرین نے لمبے عرصہ کی کشمکش کے بعد دریافت کرنے کی کوشش کی اور بعض اعتبار سے تا حال وہ اسی گتھی کو سلجھانے میں غلطاں اور پیچاں نظر آتے ہیں۔

اسلام نے چودہ سو برس پہلے صرف تھیوری کے طور پر ہی نہیں بلکہ ہمارے آقا و مولا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس کی عملی شکل بھی دنیا کو دکھا دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بھیجا ہی اس لئے تھا کہ جس طرح تمام ادیانِ عالم کی ابدی صداقتیں قرآن مجید میں مجتمع کر دی گئیں اسی طرح تمام انبیاء کرام کی انفرادی خوبیاں آپؐ کے وجودِ باجود میں جمع ہو گئیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا اور تمام زمانوں کیلئے اُسوۂ حسنہ بنایا۔ یہ بھی انسانوں کا ایک حق تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا اور پھر اس کے حصول کے لئے ایک خاص راہ متعیّن فرمائی تو اس کا نمونہ بھی اسی کے خواص اور بشری استعدادوں کے مطابق دیا جاتا۔ یہ نہیں کہ نمونہ تو انسان کے لئے ہے مگر خود نمونہ مافوق البشر طاقتیں اپنے اندر رکھے۔ جو استعدادیں نمونے کو دی گئیں اگر انسان میں موجود نہیں تو پھر انسان سے اس نمونہ کے مطابق زندگی گزارنے کی توقع بھی ایک غیر فطری تقاضا ہوا۔ اگر دین کی انسان کو ضرورت ہے اور پھر وہ دین بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنا چاہیئے تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے انسان کو اس کا یہ حق واشگاف الفاظ میں دیا کہ

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔

اور ساتھ ہی ہمارے محبوب آقا محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں واضح الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا:۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

اے رسول! ان کو کہدو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔

پھر یہ شرف بھی آپؐ کو ہی عطا فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔

کتنا بڑا احسان ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام انسانیت پر کہ آپؐ ہر انسان کے لئے جو ہدایت کا متمنّی ہے نمونہ ہیں اور ایسا کامل نمونہ ہیں جو انسان کو زمین سے اُٹھا کر آسمان کی رفعتوں سے ہمکنار کر دے۔ کتنا بڑا اور اہم حق تھا انسان کا جو دوسرے مذاہب کی محدود تعلیمات کی وجہ سے واضح طور پر ان میں موجود نہ تھا اور اسی وجہ سے مرورِ زمانہ میں ان مذاہب کے ٹھیکہ داروں، پنڈتوں، فریسیوں، صدوقیوں اور اسی قسم کے مذہبی اجارہ داروں نے انسان کو روحانی برکات سے متمتع ہونے سے محروم کر دیا تھا کیونکہ ان مذاہب کے بانی یا پیشوا مافوق البشر استعدادوں کے حامل تھے اس لئے ان کی نقل کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہو سکتی۔ ہاں اب تو انہی ٹھیکہ داروں کی خوشنودی کو حق کی خوشنودی سمجھو اور انہی کی خاطر و مدارات کرنا یا ان سے استعانت چاہنا ہی عین عبادت ہے۔ لیکن جب محمّد رسول اللہ سیّدِ وُلدِ آدم فخرِ موجودات سرورِ کائنات ہوتے ہوئے بشر ہیں تو پھر اسلام میں نہ دیو مالائی تصوّرات آ سکتے ہیں اور نہ کوئی اور وجود بندہ اور خدا کے درمیان کسی قسم کا اجارہ دار بن سکتا ہے۔ پس جہاں دوسرے مذاہب میں انسان پنڈتوں، فریسیوں اور صدوقیوں یا اسی قسم کی مذہبی ہستیوں کا محبوب تو بن جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی محبّت کی چاشنی سے بے بہرہ رہتا ہے وہاں حضرت رحمۃ للعالمین خاتم النبیّین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربّ العالمین اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق انسان کو محبتِ الٰہی کا یہ حق بھی حاصل کرنے کی راہ بتا دی کہ:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(اے رسول) کہدو کہ اگر تم اللہ سے محبّت رکھتے ہو تو میری اتّباع کرو وہ بھی تم سے محبّت کرے گا۔

جو لوگ بندے کو اس حق سے محروم کرتے ہیں دراصل انسان کی ضمیر کی آزادی کے قائل نہیں کیونکہ وہ انسان کو یہ حق نہیں دیتے کہ وہ اپنی ضمیر کی آواز کے مطابق اپنے رب کی عبادت کرے بلکہ کسی اور وجود کی خوشنودی کو اپنی عبادت کا مطمح بنا لے جو خواہ خود کتنا ہی بے عمل ہو لیکن محض دین و مذہب کی رسومات اور کتابی علم کا ماہر ہونے کی وجہ سے وہ خود اپنے کو دنیا میں خدا کا نائب سمجھنے لگتا ہے اور اس طرح بندے اور خدا کے درمیان خواہ مخواہ واسطہ بننے کی کوشش کرتا ہے اور پھر اس کی نقل میں اس کی خوشنودی کو ہی عین عبادت سمجھنے والے دوسروں کے دین اور عبادت پر طعنہ زن ہوتے اور اپنی حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ہر ایک کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ بھی انہی کی طرزِ عبادت کو اپنا لیں۔ حالانکہ عبادت کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ ہر شخص کو یہ حق حاصل ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے طریق پر آزادی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے جیسے قرآن مجید میں سورہ حج میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ○

ہم نے ہر ایک اُمّت کے لئے عبادت کا طریق مقرر کیا ہے جس کے مطابق وہ چلتی ہے۔ پس غیروں کو اس طریق یعنی اسلام کے متعلق جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے تُو انہیں اپنے رب کی طرف بلا کہ تُو سیدھے راستہ پر قائم ہے۔

یعنی ہمارا رسولؐ جو صحیح طریقِ عبادت لیکر آیا ہے اس کو بھی ہم صرف دعوتِ حق کی اجازت دیتے ہیں نہ کہ وہ دوسروں کی عبادت میں مخل ہو اور دوسروں کو بھی نہیں چاہیئے کہ وہ ہمارے نبی کو اس کے طریقِ عبادت سے روکیں کیونکہ یہ تو دل کا معاملہ ہے اور دل تو کوئی نہیں چیر کر دیکھ سکتا۔ اسی لئے فرمایا:۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ

یعنی دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔

اگر لوگ اپنی پسند کے مذہب کو اختیار کریں تو یہ اُن کا حق ہے لیکن حق کے یہ معنی نہیں کہ وہ اپنے طریقِ عبادت کے خلاف کسی کو عبادت کرتے دیکھیں تو اس کو زبردستی اس سے روکنے کی کوشش کریں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے یہی روش تو اختیار کی تھی اسی لئے قرآن مجید میں اُن کے لئے یہ اعلان اللہ تعالیٰ نے خود کیا کہ اے نبی یہ کہدو:۔

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ○

اس معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق اس قدر مشفقانہ تھا کہ کبھی آپ نے کسی پر اسلام قبول کرنے کے لئے سختی نہ کی اور جس کسی نے اسلام کو قبول کیا اس کو مسلمان گردانا۔ باوجود اس بات کے کہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے ہادی بنا کر بھیجا تھا آپؐ نے کسی فرد کے اپنے اسلام کا اعلان کرنے کے لئے اقرار باللّسان کو ہی کافی سمجھا۔ صرف اللہ ہی کی واحد ذات ہے جو کسی کے دل کا

بھید جانتا ہے اس لئے قبولِ ایمان صرف اللہ کا ہی کام ہے۔ بندہ بشر تو بہر حال زبانی اقرار سے ہی کسی کے ایمان اور اعتقاد کا فیصلہ کرے گا۔ چنانچہ جب حضرت اسامہ بن زیدؓ نے کسی شخص کو لڑائی کے وقت ایسی حالت میں قتل کر دیا کہ اس نے مرنے سے پہلے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اعلان کر دیا تھا تو آپؐ باوجود اپنی محبت کے جو آپؐ کو حضرت اسامہؓ سے تھی ان پر ناراض ہوئے اور جب صحابہؓ نے کہا کہ اس نے موت کے خوف سے ایمان کا اظہار کیا تو آپؐ نے فرمایا کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟ پس کسی کے ایمان کا فیصلہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا اور یہ ایک انسان کا بنیادی حق ہے کہ وہ اپنے ضمیر کے مطابق اپنے ایمان کا اعلان کرے البتہ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق دوسرے ضرور مجبور ہیں کہ اس کے ایمان کا فیصلہ اس کے اپنے اعلان کے مطابق کریں اور اس کی عبادت میں مخل نہ ہوں بلکہ اس کے لئے ہر طرح سہولت بہم پہنچائیں۔

چنانچہ جب مدینہ میں عیسائیوں کا ایک وفد آپؐ کے پاس آیا اور دورانِ گفتگو باہر جانے کی اجازت چاہی تاکہ وہ اپنی عبادت کر سکیں تو آپؐ نے ان کو مسجدِ نبوی میں اُن کے اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ گویا آپؐ نے اپنی سنت سے ظاہر کر دیا کہ جس طرح آپؐ تمام مذاہب کو ان کی اصلی شکل میں زندہ کرنے تشریف لائے تھے اور تمام انبیاء کی عزتیں آپؐ کے قدومِ میمنت لزوم سے قائم ہو گئیں اسی طرح آپؐ نے افراد کے ضمیر کو بھی آزادی عطا فرمائی جس کی رُو سے وہ حق تعالیٰ کی اپنے طریق پر عبادت کر کے اطمینانِ قلب حاصل کر سکیں۔

دراصل یہ قرآن مجید کی اس تعلیم کی عملی تفسیر تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دفاعی جنگ کرنے کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے مسجد کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت کا بھی ذکر کیا چنانچہ سورہ حج میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ
بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ
عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝
الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ
دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا
أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ
وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ
بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ
صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ
وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا
اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ

یعنی وہ لوگ جن سے بلا وجہ جنگ کی جا رہی ہے اُن کو بھی جنگ کرنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے۔ اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اُن کے گھروں سے نکالا گیا صرف اس لئے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے۔ اور اگر اللہ ان میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ شرارت سے باز نہ رکھتا تو گرجے، یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا ہے برباد ہو جاتیں۔

یہاں جو مسلمانوں کو قتال کی اجازت دی گئی اس میں دو باتیں قابلِ غور ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انسانوں کے دین و مذہب کے اختیار کرنے میں کونسی بات پسند ہے۔ ایک یہ کہ کسی دوسرے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی کے مذہب میں رخنہ ڈالے کیونکہ مسلمانوں کو لڑائی کی اجازت اس لئے دی گئی کہ انہیں یہ حق نہیں دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہیں۔ انسان کا یہ حق ہے کہ جس کو چاہے وہ اپنا رب کہے۔ اگر وہ غلط وجودوں کو رب کہے گا خود ہی خسارے میں رہے گا۔ دوم یہ کہ جس کو اس نے رب کہا اس کی عبادت وہ اپنے طریق پر کرے اور جہاں چاہے سو کرے۔ مسجد میں، صومعہ میں، بیعہ میں۔ یہ اس کا حق ہے جو اس کو چھینے گا وہ ظالم اور یہ مظلوم ہو جائے گا۔ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کو علیم و خبیر ہستی ہوتے ہوئے پتہ ہے کہ کون ہدایت قبول کرے گا اور کون گمراہی۔ وہ گمراہوں کا دل خود نہیں بدلتا جب تک آدمی خود اپنا دل بدلنے کو آمادہ نہ ہو۔ سورہ دہر میں فرمایا:۔

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ
إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا

یعنی ہم نے اس کو اس کے مطابقِ حال راستہ بتا دیا یعنی چاہے وہ شکر کرے یا نافرمان ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی ہستی نہ طاقتور ہے اور نہ ہدایت دینے والی لیکن جب اس نے انسان کو یہ حق دیدیا تو وہ بھی اس سے یہ حق خود نہیں چھینتا۔ سورہ نحل میں فرمایا:۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ
أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ
يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي
مَنْ يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ
عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

یعنی اگر اللہ اپنی ہی مشیت نافذ کرتا تو وہ تم سب کو ایک ہی جماعت بنا تا لیکن وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ جو شخص گمراہی چاہتا ہے اس کو گمراہ کرتا ہے اور جو ہدایت کو چاہتا ہے اسے وہ ہدایت دیتا ہے اور جو کچھ تم کیا کرتے ہو قیامت کے دن اس کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔

آیت کے آخری حصے نے اس اعتراض کو دُور کر دیا کہ گمراہی اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ جب انسان کو اپنے اعمال کی جوابدہی کرنا ہو گی تو معلوم ہوا گمراہی اس نے خود اختیار کی تھی اللہ نے اس کو گمراہ نہیں کیا تھا۔ ہاں یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جو جس قسم کا راستہ اختیار کرے گا ویسی ہی منزل آخر اس کا ٹھکانہ ہو گی۔ جیسے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ؎

ترسم کہ نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو می روی بترکستان است

پس جہاں تک ایمان کا تعلق ہے کسی کے ایمان کو دلائل اور براہین اور اخلاق اور کردار کی قوت سے ہی بدلا جا سکتا ہے سورہ نحل میں فرمایا:۔

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ
بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ
الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُمْ
بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ
رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ
ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ
أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝

یعنی (اے رسول!) لوگوں کو حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ اور اس طریق سے جو سب سے اچھا ہو بحث کرو۔ تمہارا رب ان کو بھی جو اس کی راہ سے بھٹک گئے ہیں اچھی طرح سے جانتا ہے اور ان کو بھی جو ہدایت پاتے ہیں۔

یہ بھی بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا علم کامل ہے۔ اگر تم حکمت اور موعظہ حسنہ کے احسن طریق سے تبلیغ کر کے دین نہیں پھیلاؤ گے تو تم زبان سے لوگوں کا اقرار تو زور و زبردستی کر کے حاصل کر لو گے لیکن دل نہیں بدل سکتے۔ ہم کو پھر بھی پتہ ہو گا کون دل سے ایمان لایا اور کون اپنے دل میں اب بھی گمراہی پر قائم ہے۔ پس تمہارا دین کے پھیلانے کے لئے تلوار کے ذریعہ لوگوں کو کلمہ پڑھنے پر مجبور کرنا ہمارے اس منصوبے کے خلاف ہو گا جس کے مطابق ہم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنانے کے لئے اسکو آزادیٔ ضمیر عطا کی تھی۔ ہم جو تم کو بھی جنگ اور قتال کی اجازت دیتے ہیں تو یاد رکھو یہ صرف تمہاری عبادت کی حفاظت کے لئے نہیں بلکہ تمام ادیانِ عالم کی عبادت گاہوں کی حفاظت کا ابدی اصول تمہارے ذریعہ دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ جیسے اُوپر حوالہ دیا گیا کہ أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا کے ساتھ ہی آگے یہ بھی تاکید فرما دی کہ دیکھنا تمہارے جذبۂ قتال کی وجہ سے کہیں دوسروں کے دین اور مذہب میں رخنہ نہ پڑنے لگے اور ان کی آزادیٔ ضمیر سلب نہ ہو جائے کیونکہ

لَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ
بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ
صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ
وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا
اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ

یعنی اگر اللہ ان میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے شرارت سے باز نہ رکھتا تو گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے برباد کر دیئے جاتے۔

اسی تعلیم کو جو حقیقی آزادیٔ ضمیر پر مبنی ہے نافذ کرنے کے لئے ہمارے سید و آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ہجرت کے بعد پہلا کام یہی کیا کہ مدینہ کی شہری ریاست میں تمام شہریوں، انصار مسلمان اور مہاجر مسلمان، اوس و خزرج کے وہ لوگ جو ابھی اسلام نہ لائے تھے اور یہودی سب کے درمیان بقائے باہمی کے لئے ایک تحریری معاہدہ طے فرمایا جس کو تاریخ میں میثاقِ مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور یہ تاریخ عالم میں پہلی مثال ہے کہ مختلف مذاہب کے لوگوں نے بقائے باہمی کے لئے تحریری معاہدہ کیا اور یہ تحریری حقوق اور مذہبی اور ضمیر کی آزادی اقلیت نہیں بلکہ اکثریت نے بطیبِ خاطر خود ان کو عطا کی اور پھر ان میں اس قدر اعتماد پیدا کرنے کی کوشش کی کہ خود معاہدہ میں

انهم امة واحدة
یہ ایک اُمت ہیں

(بحوالہ رحمۃ للعالمین مصنفہ قاضی سلیمان منصور پوری)

کے الفاظ بھی تحریر کئے۔ اور یہ بھی اس میں درج تھا کہ مذہب کے لحاظ سے سب اپنے اپنے عقیدے کے پابند ہوں گے (ابن ہشام) اور یہ آزادیٔ مذہب صرف مدینہ میں ہی کسی مصلحت کے تحت نہ دی گئی تھی بلکہ اس کا التزام مدینہ کے باہر کے معاہدات میں بھی کیا جاتا۔ حتیٰ کہ زمانۂ جنگ میں جب مجاہدین دشمن کے خلاف دفاعی جنگ میں مصروفِ پیکار ہوتے تب بھی ان کو اسی ضابطہ کی پابندی لازم ہوتی حالانکہ جنگ میں تو سول زندگی کے حقوق معطل ہو جایا کرتے ہیں لیکن اسلام کی رُو سے حقوق ہر حال میں حقوق ہوتے ہیں خاص طور سے ضمیر اور عقیدہ کی آزادی کا حق کسی صورت میں بھی معطل نہیں ہوتا۔ چنانچہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی لشکر روانہ فرماتے تو یہ ہدایت ان کو دیا کرتے تھے جو طحاوی میں درج ہے:-

”لاتقتلوا اصحاب الصوامع“

یعنی مذہبی عبادت گاہوں کے لوگوں کو قتل نہ کرنا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنے اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے مطابق اسلامی لشکر کو یہی حکم فرماتے :-

”الذین زعموا انھم حبسوا انفسھم للہ فذرھم وما زعموا انھم حبسوا انفسھم لہ“

یعنی جن لوگوں نے اپنے خیال میں اپنے آپ کو خدا کی عبادت کے لئے وقف کر رکھا ہو ان کو کچھ نہ کہنا اور اسی طرح جس چیز کو وہ مقدس سمجھتے ہیں اس کو بھی کچھ نہ کہنا۔

یہاں یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ رعایتیں صرف اہلِ کتاب کے لئے ہیں کیونکہ محسنِ انسانیت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم قرآن مجید کے اس حکم کے مطابق ہے جس میں مومنین کو حکم ہے کہ کفار کے بُتوں کو بھی گالیاں نہ دیں۔ سورہ انعام میں ہے :-

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ

اور انہیں جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں گالیاں مت دو ورنہ وہ جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ جنگ اُحد میں جب ابوسفیان نے اُعْلُ ھُبَل کا نعرہ لگایا تو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ھُبَل مُردہ باد کا نعرہ نہیں لگوایا بلکہ صحابہؓ کو کہا تم کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ۔ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بخاری میں روایت کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پسند نہ فرماتے تھے کہ آپؐ کی تعریف اس طرح ہو جس سے دوسرے انبیاء کی تخفیف کا پہلو نکلتا ہو۔ یہودیوں کے اس شکوہ پر کہ مسلمان آپؐ کو حضرت موسیٰؑ پر برملا فضیلت دیتے ہیں تو باوجود آپؐ کے تمام انبیاء سے افضل ہونے کے آپؐ نے صحابہؓ کو منع فرمایا کہ خواہ مخواہ مجھ کو موسیٰؑ پر فضیلت نہ دیتے پھرو اس سے دوسروں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ اور جنگ کرتے وقت بھی آپؐ پسند نہ فرماتے کہ جنگ کے نتیجہ میں نفرتیں بڑھیں۔ لشکر کو ارشاد ہوتا :-

بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا
وَیَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا

لوگوں کو خوشخبریاں دو نفرت کا طریق مت اختیار کرو۔ آسانیاں پیدا کرو لوگوں کو مشکل میں مت ڈالو۔

غیر مسلم کے ساتھ جنگ ہے وہ اسلام کا بدترین دشمن ہے، خود حضورؐ کی ذات کا دشمن ہے اور سخت سے سخت اذیت پہنچانے سے دریغ نہیں کرتا میدان جنگ میں گھمسان کا رن پڑ رہا ہے اور حضورؐ کو دشمن کی انسانیت کا خیال ہے۔ وہ غیر مسلم ہے تو کیا انسان تو ہے۔ مذہب کا اختلاف اس کا بنیادی حق ہے۔ وہ ہم پر حملہ آور ہوا ہم اس پر حملہ آور نہیں ہوئے۔ پس اصل مقصد اپنا دفاع ہے۔ بخاری کی حدیث ہے فرماتے ہیں دیکھنا کسی کے منہ پر ضرب نہ لگاؤ اور ابوداؤد میں ہے ”مسلمان کو ضرب لگانے میں سب ... زیادہ نرم ہونا چاہیئے۔“

جنگی قیدی غیر مسلم ہوتے لیکن ان کے ساتھ ایسے حسنِ سلوک کی تعلیم ہے کہ خود ان کا بیان ہے کہ مسلمان خود تنگی ترشی سے گزارا کرتے مگر ہم کو آرام پہنچاتے۔ غرض کسی موقع پر بھی مذہب کے اختلاف کو ذہنی، جسمانی اور مالی تکلیف کا جواز نہیں بننے دیا تاکہ دین خالص اللہ کے لئے ہو اور انسان کا آزادیٔ ضمیر کا بنیادی حق بھی قائم رہے۔

میدانِ بدر میں دونوں طرف کے لشکر اپنے اپنے پڑاؤ ڈال چکے تھے۔ اتفاق سے پانی کا چشمہ مسلمانوں کی طرف تھا۔ لشکرِ کفار کے کچھ افراد اس چشمہ پر پانی لینے آئے۔ صحابہؓ نے ان کو روکنا چاہا۔ جنگی اعتبار سے ان کو قتل بھی کیا جا سکتا تھا ورنہ ان کی گرفتاری تو ایسے حالات میں کسی طرح بھی قابلِ اعتراض نہ ہو سکتی تھی لیکن سراپا رحم و شفقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کو مت روکا جائے۔ وہ اپنی ضرورت پوری کر کے واپس چلے گئے۔ پانی انسان کی بنیادی ضرورت ہے مذہبی اختلاف کی بناء پر اس ضرورت سے انسان کو روکنا اس کے ضمیر کو کچلنے والی بات ہے کہ چاہے تم مطمئن ہوئے یا نہ ہوئے پھر بھی ہماری بات مان لو ورنہ ہم تم کو پیاسا مار دیں گے، کتنا گھناؤنا تصور ہے۔ اسی طرح ثمامہ بن اثال رئیس نجد نے اپنے علاقہ سے مکّہ کی طرف جانے والا غلّہ اس لئے روک دیا کہ مکّہ والے اس کے روحانی آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے دشمن تھے۔ مکّہ میں غلّہ کی قلت ہو گئی قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمارا غلّہ پھر جاری کیا جائے۔ ہمارے رؤف و رحیم آقا حضور انور رسولِ رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی شرط کے ثمامہ کو حکم بھجوایا کہ مکّہ کا غلّہ مت روکو اور اس کی ترسیل پھر شروع ہو گئی۔ یہ مکّہ والے وہی تھے جنہوں نے ایک دن نہیں، ایک ہفتہ نہیں، ایک ماہ نہیں، ایک سال نہیں بلکہ پورے تین سال مکّہ میں مسلمانوں کا سوشل بائیکاٹ کر کے ہر ایک کھانے پینے کی چیز اور تمام ضروریاتِ زندگی سے مسلمانوں کو محروم کر دیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہلِ خاندان، متبعین اور بنو ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ ثمامہ کے غلّہ کی ترسیل روکنے پر وہ دن ہی ان کو یاد دلائے جا سکتے تھے۔ نہیں۔ اگر ایک بُرائی اور مذہبی تعصب کے وہ مرتکب ہوئے تھے اور مسلمانوں کو ضمیر کی آزادی سے ان کو محروم کرنا چاہا تھا تو کیا اللہ کا رسولؐ بھی اللہ کی مخلوق کو اُن کے اِس حق سے محروم کر سکتا تھا جو خدا نے ان کو دیا تھا؟ نہیں۔ یہی تو سبق سکھانے آپؐ تشریف لائے تھے کہ ہر ایک کا اپنا دین ہے، اپنا مسلک ہے اس میں کسی سے جھگڑا کرنا انسانیت سوز حرکت ہے اسی لئے جنگی قیدیوں کے ساتھ بھی حضور انورؐ نے مسلمانوں کو حسنِ سلوک کا حکم دیا تھا حالانکہ وہ غیر مسلم ہوتے تھے لیکن پھر بھی ان کا اپنا بیان ہے کہ مسلمان خود تنگی ترشی سے رہتے مگر ہم کو آرام پہنچاتے تھے۔ غرض کسی موقع پر بھی مذہب کے اختلاف کو مالی، جسمانی، ذہنی یا قلبی تکلیف کا جواز نہیں بننے دیا تا کہ دین خالص اللہ کے لئے ہو اور انسان کا آزادیٔ ضمیر کا بنیادی حق بھی قائم رہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ؎



## شانِ محمّد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ اللہ رفعت و شانِ محمّد مصطفٰے ۔۔۔ عرش بھی ہے ایک فارانِ محمّد مصطفٰے

آگیا آفاتِ ہر ارض و سما سے امن میں ۔۔۔ آ چُھپا جو زیرِ دامانِ محمّد مصطفٰے

قلعۂ توحید ہے بنیادِ استحکامِ دیں ۔۔۔ کتنا مستحکم ہے برہانِ محمّد مصطفٰے

محورِ عشقِ محمّدؐ میرے اعصاب و دماغ ۔۔۔ میرے قلب و رُوح قربانِ محمّد مصطفٰے

ساری قومیں آپؐ کے فیض و کرم سے فیضیاب ۔۔۔ ساری دُنیا زیرِ احسانِ محمّد مصطفٰے

احمدیت طوقِ زرّینِ غلامی لازوال ۔۔۔ احمدی ہیں سب غلامانِ محمّد مصطفٰے

جلوۂ انوار بن کر قلبِ مہدیؑ پر گرا ۔۔۔ پرتوِ ایمان و ایقانِ محمّد مصطفٰے

وحیٔ حق واللہ باللہ کل احادیثِ رسولؐ ۔۔۔ راسِ حبل اللہ قرآنِ محمّد مصطفٰے

تھے ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ چار یار ۔۔۔ اور یہ چاروں تھے یارانِ محمّد مصطفٰے

تھے محمّد مصطفٰے اللہ میاں کے رازدار ۔۔۔ اور یہ چاروں رازدارانِ محمّد مصطفٰے

قیسؔ بھی ہے حضرتِ اقدسؑ کا ادنیٰ اُمّتی
قیسؔ بھی ہے از غلامانِ محمّد مصطفٰے

(قیسؔ مینائی۔ کراچی)

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
## کا
# عدیم المثال توکل علی اللہ

محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مبلغ اسلام افریقہ و امریکہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ الفرقان میں یہ ارشاد فرمایا تھا۔

وَ تَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِہٖ وَ کَفٰی بِہٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِہٖ خَبِیْرًا

یعنی تمہیں چاہیئے کہ تم صرف اس خدا پر توکل کرو جو زندہ ہے اور جس پر کبھی موت وارد نہیں ہوگی اور اس کی تعریف کے ساتھ ساتھ اس کی تسبیح کرو اور اس امر کو اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارا خدا اپنے بندوں کی کمزوریوں کو خوب جانتا ہے۔

آپؐ کو توکل کا ارشاد اس لئے ملا کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

"اصل میں توکل ہی ایک ایسی چیز ہے کہ انسان کو کامیاب و بامراد بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ سچے دل سے توکل کے اصل مفہوم کو سمجھ کر صدق دل سے قدم رکھنے والا ہو۔ اور صبر کرنے والا ہو۔ اور مستقل مزاج ہو۔ مشکلات سے ڈر کر پیچھے نہ ہٹ جاوے۔"

(ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۲)

نیز فرمایا۔

"جب انسان خدا پر سے بھروسہ چھوڑتا ہے تو دہریت کی رگ [illegible] پر بھروسہ اور ایمان اس کا ہوتا ہے جو اسے ہر بات پر قادر جانتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۸۰)

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون خدا تعالیٰ کو ہر بات پر قادر جان سکتا ہے۔ اگرچہ آپ کے تمام کام توکل علی اللہ کی بنیاد پر سر انجام دیئے گئے۔ اور آپؐ کا ہر لمحہ آپ کے خدا پر توکل کی نشان دہی کرتا ہے۔ تاہم مشتے از خروارے چند ایک واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔

## اوّل

جس وقت مکہ کے بڑے بڑے سرداروں اور رئیسوں نے دیکھا کہ شریف الطبع لوگوں کی رغبت اسلام کی طرف بڑھنے لگی ہے۔ تو وہ جمع ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا اور گارڈین ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارے رئیس ہیں اور آپ کی خاطر ہم نے آپ کے بھتیجے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو کچھ نہیں کہا۔ اب وقت آگیا ہے کہ آپ کے ساتھ ہم آخری فیصلہ کریں آپ سے صرف یہ درخواست ہے کہ آپ اپنے بھتیجے کو اس نئے دین کی وعظ سے روک دیں۔ آپ اسے سمجھائیں۔ ورنہ پھر دو باتوں میں سے ایک ہوگی۔ یا آپ کو اپنا بھتیجا چھوڑنا پڑے گا۔ یا آپ کی قوم آپ کی ریاست سے انکار کر کے آپ کو چھوڑ دے گی۔ ابو طالب کے لئے یہ بات نہایت ہی شاق تھی۔ عربوں کی ساری خوشی ان کی ریاست میں ہوتی تھی۔ لہذا اکابر قریش کی بات سن کر ابو طالب بے تاب ہو گئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بلوا کر اکابر قوم کی درخواست منظور کر لینے کو کہا اور ساتھ ہی چچا کی آنکھوں میں آنسو [illegible] آپ کی آنکھیں بھی آب دیدہ ہو گئیں مگر آپ نے فرمایا۔

اے میرے چچا میں یہ نہیں کہتا کہ آپ اپنی قوم کو چھوڑ دیں اور میرا ساتھ دیں۔ آپ بے شک میرا ساتھ چھوڑ دیں اور اپنی قوم کے ساتھ مل جائیں۔ لیکن مجھے خدائے واحد لاشریک کی قسم ہے اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ آفتاب اور بائیں ہاتھ ماہتاب رکھ دیں۔ تب بھی میں خدا تعالیٰ کی توحید کا وعظ کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ جب تک خدا کا دین ظاہر نہ ہو جائے۔ یا میں اس کوشش میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ محض توکل علی اللہ کے یقین سے پُر اس جذبہ سے فرمائے کہ ابو طالب نے متاثر ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم
حتی اوسد فی التراب دفینا
فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ
وابشر وقر بذاک منک عیونا
ودعوتنی وزعمت انک ناصحی
ولقد صدقت وکنت ثم امینا
وعرضت دینا لا محالۃ انہ
من خیر ادیان البریۃ دینا
لولا الملامۃ او حذاری سبۃ
لوجدتنی سمحا بذاک مبینا

یعنی اللہ کی قسم یہ لوگ جب تک میں نہ مر جاؤں تیرے پاس نہ پھٹک سکیں گے۔ تو اپنے امر کو ظاہر کر دے تجھے کوئی ذلت نہ ہوگی۔ خوش ہو اور اپنا جی ٹھنڈا رکھ۔ بیشک تو نے ایسا دین پیش کیا ہے جو مخلوقات کے دین سے افضل ہے۔ اگر ملامت قوم بدنامی کا ڈر مجھے نہ ہوتا۔ تو مجھے اس دین کا ماننے والا اور ظاہر کرنے والا فرد پاتا۔

## دوم

جوں جوں وقت گزرتا گیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باوجود قریش کی شدت مخالفت اور ہر قسم کی ایذا دہی کے اسلام کا جانفزا پیغام جیسے بھی ممکن تھا اہل مکہ تک پہنچاتے رہے۔ جس کے نتیجہ میں غلام۔ نوجوان اور صنف نازک کا مظلوم طبقہ آپ کے حلقۂ ارادت میں جمع ہونا شروع ہوا۔ کیونکہ غلاموں نے محسوس کیا کہ پیغام اسلام میں ہی ان کی آزادی مضمر ہے۔ نوجوانوں نے بھانپ لیا کہ ترقی کے راستے اس نئے دین میں ان کے لئے وا ہو گئے۔ اور عورتیں اس یقین سے لبریز ہو گئیں کہ ان کے حقوق کی بحالی کے دن آ گئے ہیں۔ غرضیکہ ایک کے بعد دوسرا۔ آج اس خاندان کا فرد اسلام کو اپنا رہا ہے تو دوسرے دن ایک اور خاندان کا روح رواں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں شامل ہو رہا ہے۔

رؤسا مکہ نے پہلے شعب ابی طالب میں اسلام کے شیدائیوں کو محصور کر کے ان سے بھوک پیاس کی تکلیفوں سے ایمان کی دولت چھیننی چاہی۔ مگر یہ حربہ بھی کارگر نہ ہوا۔ دیگر مختلف انسانیت سوز مظالم بھی جب اسلام کی ترقی اور صحابہؓ کے ایمان میں کوئی تزلزل پیدا نہ کر سکے تو سرداران مکہ نے اسلام کی بیخ کنی کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کا فیصلہ کیا۔

خدا تعالیٰ کے خاص تصرف سے آپؐ کے قتل کی تاریخ آپؐ کے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تاریخ سے موافق پڑی۔ جہاں ایک خاصی تعداد اہل مدینہ کی اسلام قبول کر چکی تھی۔ اور اسی کو دار الہجرت بنا کر مکہ سے آنے والے مسلمان یہاں پناہ گزین ہوتے تھے۔

جب مختلف قبائل مکہ سے چنے گئے افراد آپؐ کے گھر کے سامنے آپؐ کو قتل کرنے کے لئے جمع ہو رہے تھے تو یہ جری اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے قادر مطلق خدا پر توکل کرتے ہوئے ان کے سامنے سے گزر گئے۔ اور اس قادر مطلق خدا نے ان محاصرین کے ذہنوں میں یہی ڈالا۔ کہ یہ کوئی اور شخص ہے۔ اور وہ بجائے آپؐ پر حملہ کرنے کے سمٹ سمٹ کر آپؐ سے چھپنے لگ گئے۔ تاکہ ان کے بد ارادوں کی خبر محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو نہ ہو جائے۔

## سوم

اس رات سے پہلے دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو بھی ہجرت کے

ارادہ سے مکہ چھوڑنے کی اطلاع دی تھی اور انہوں نے آپؐ کے ہم سفر ہونے کی منظوری حاصل کر لی تھی۔ پس وہ بھی آپؐ کو مل گئے اور تھوڑی دیر میں دونوں مکہ سے روانہ ہو گئے۔ اور مکہ سے تین چار میل پر ثور نامی پہاڑی کے سرے پر ایک غار میں پناہ گزین ہوئے جب رؤساء مکہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے باوجود ان کے محاصرہ سے بچ کر نکل جانے کا علم ہوا۔ اس مقدس انسان کے خون کے پیاسوں نے ایک کھوجی کی خدمات حاصل کیں جو آثار قدم کی معرفت میں کمال رکھتا تھا اور وہ واقعی اپنے ہنر کی مہارت سے ان سرداروں کو اس غار کے منہ تک لے آیا اور صاف کہہ دیا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اس غار میں ہے یا آسمان پر چڑھ گیا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ نے کھوجی کا یہ اعلان سنا۔ تو حضرت ابوبکرؓ کا دل بیٹھنے لگا۔ اور انہوں نے نہایت ہی فکرمندی سے آہستہ سے عرض کیا یا رسول اللہ دشمن سر پر آ پہنچا ہے۔ اور اب کوئی دم میں غار میں داخل ہونے والا ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے مزید کہا کہ یا رسول اللہ اگر یہ ذرا جھک کر غار کے اندر دیکھیں تو ہم ان کو صاف نظر آ سکتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے قادر مطلق خدا پر اس پایہ کا توکل تھا اور اس کے وعدہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ پر ایسا کامل یقین تھا کہ آپؐ ذرا نہیں گھبرائے بلکہ پورے وثوق سے فرمایا۔

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔

ابوبکر ڈرو نہیں کسی قسم کا فکر نہ کرو خدا ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی۔ میں اپنی جان کے لئے فکرمند نہیں۔ کیونکہ میں تو ایک معمولی انسان ہوں مارا گیا تو ایک آدمی ہی مارا جائے گا۔ مجھے صرف یہ خوف ہے کہ اگر آپؐ کی جان کو کوئی گزند پہنچا تو دنیا میں سے روحانیت اور دین کا نام مٹ جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا۔

ما تقول فی اثنین اللہ ثالثھما

کوئی پرواہ نہیں یہاں ہم دو ہی نہیں تیسرا خدا تعالیٰ بھی ہمارے ساتھ ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قادر مطلق خدا پر توکل کیا۔ اور اس نے مکہ والوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اور انہوں نے کھوجی سے استہزاء شروع کر دیا۔ کہ یہ کوئی پناہ کی جگہ ہے۔ اور پھر اس جگہ کثرت سے سانپ اور بچھو رہتے ہیں۔ یہاں کون عقلمند پناہ لے سکتا ہے۔ اور بغیر اس کے کہ غار میں جھانک کر ہی دیکھتے کھوجی کا مذاق اڑاتے واپس چلے گئے بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے غار میں پہنچ جانے کے بعد اس کے منہ پر مکڑی نے جالا تان دیا۔ اور ایک طرف کبوتری نے انڈے بھی دے دیئے۔ کچھ بھی ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا توکل علی اللہ اس واقعہ سے اظہر من الشمس ہے۔

## چہارم

مدینہ پہنچنے کے بعد بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھ ہجرت کرنے والے مہاجرین امن میں نہیں تھے۔ اور نہ ہی مہاجرین کو پناہ دینے والے مدینہ کے مسلمان جو انصار کے لقب سے ملقب ہوئے امن میں تھے۔ کیونکہ مدینہ میں عربوں سے ہی ایک جماعت منافقین کی ایسی تھی جو آپؐ کی جان کی دشمن تھی۔ اور یہود بھی ریشہ دوانیاں کر رہے تھے۔ پھر مکہ والے خاموش بیٹھنے والے نہیں تھے۔ انہوں نے چند ماہ کے بعد عبد اللہ بن ابی بن سلول (جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے اہل مدینہ نے اپنا بادشاہ بنانے کا فیصلہ کیا تھا اور جو بعد میں رئیس المنافقین ہوا) کے نام خط لکھا جس کے آخر میں یہ الفاظ تھے۔

انکم اویتم صاحبنا
وانا نقسم باللہ لتقاتلنہ
او لتخرجنہ او لنسیرن
الیکم باجمعنا حتی
نقتل مقاتلتکم و نستبیح
نساءکم

یعنی چونکہ تم لوگوں نے ہمارے آدمی محمد (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کو اپنے گھروں میں پناہ دی ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ یا تو تم مدینہ کے لوگ اس کے ساتھ لڑائی کرو یا اسے شہر سے نکال دو ورنہ ہم سب مل کر حملہ کریں گے اور مدینہ کے تمام قابل جنگ آدمیوں کو قتل کر دیں گے اور عورتوں کو لونڈیاں بنا لیں گے۔

بہرحال اس ذکر سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ مدینہ میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو بہت چوکس رہنا پڑتا تھا۔

پھر اہل مکہ دو صد میل سے زائد سفر کر کے بار بار مدینہ پر حملہ کے لئے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدافعانہ جنگ کی اجازت پر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے تعداد میں کم صحابہ کے ساتھ دشمن کے کثیر تعداد کے لشکروں کو شکست دی۔ بعض اوقات مدینہ کے نزدیک اور بعض اوقات مدینہ سے دور فاصلہ پر اور ہمیشہ توکل علی اللہ کا بے مثال نمونہ دکھایا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک غزوہ سے واپس مدینہ کو اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لاتے ہوئے دوپہر کے وقت راستہ میں شدید دھوپ کی وجہ سے قیام فرمایا۔ اور آپؐ کے صحابہؓ ادھر ادھر درختوں کے نیچے سستانے لگے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ایک درخت کے نیچے اپنی تلوار درخت سے لٹکا کر لیٹ گئے۔ مگر آپؐ کا ایک دشمن آپؐ کے تعاقب میں تھا اس نے موقع غنیمت جانا۔ اور آپؐ کی ہی تلوار لے کر آپؐ پر وار کرنے سے پہلے کہا۔ کہ بتاؤ تمہیں میرے ہاتھ سے اب کون بچا سکتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی گھبراہٹ کے اظہار کے اپنے قادر مطلق خدا پر توکل کرتے ہوئے فرمایا اللہ۔ آپؐ نے یہ لفظ اللہ اس شوکت اور جرأت سے بولا کہ دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ اور آپؐ نے فوراً اسے اٹھاتے ہوئے فرمایا۔ اب تو بتا تجھے کون بچا سکتا ہے۔ دشمن مغلوب کو غالب پا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی منت سماجت کر کے جان بخشی کا طلبگار ہوا۔ آپؐ نے فرمایا تم نے سبق سن کر بھی نہ سیکھا۔ اتنے میں صحابہؓ تشریف لے آئے۔ اور آپؐ نے اس دشمن کو بھی معاف فرما دیا۔

## پنجم

غزوہ حنین کے دوران جب ایک کمین گاہ سے بنی ہوازن اور اس کے حلیف قبائل نے چھپ کر مسلمانوں پر حملہ کیا اور اچانک حملہ کی وجہ سے مسلمانوں کی سواریاں بدک گئیں اور مکہ کے نومسلم جن میں صحابہؓ جیسا ایمان ابھی پیدا نہیں ہوا تھا مگر وہ جنگ میں شریک ہو گئے تھے۔ ان کے پاؤں اکھڑ گئے تو ایک وقت ایسا آیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند صحابہؓ رہ گئے۔ اور تیروں کی بوچھاڑ تینوں طرف سے زوروں پر تھی۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نے اپنی سواری سے اتر کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خچر کی باگ پکڑ لی۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ تھوڑی دیر کے لئے پیچھے ہٹ آئیں یہاں تک کہ اسلامی لشکر جمع ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ میری خچر کی باگ چھوڑ دو۔ اور پھر خچر کو ایڑی لگاتے ہوئے آپؐ نے اسی تنگ راستہ پر آگے بڑھنا شروع کیا جس کے دائیں بائیں کمین گاہوں میں بیٹھے ہوئے سپاہی تیر اندازی کر رہے تھے۔ اور فرمایا۔

انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب

یعنی میں خدا کا نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں مگر یہ بھی یاد رکھو کہ اس وقت خطرہ کے مقام پر کھڑے ہوئے بھی جو میں دشمن کے حملہ سے محفوظ ہوں۔ تو اس کے معنی یہ نہیں کہ میرے اندر خدائی کا کوئی مادہ پایا جاتا ہے۔ بلکہ میں انسان ہی ہوں اور عبد المطلب کا پوتا ہوں۔

ایسی خطرناک جگہ میں آپؐ کا آگے بڑھنا اور محفوظ ہونا آپؐ کے قادر مطلق خدا پر توکل کا بے مثال نمونہ ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس اعلیٰ درجہ کے خلق یعنی بے مثال توکل علی اللہ کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے امتِ مسلمہ کا ایک کثیر طبقہ جو ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے بغیر ان ذرائع کے کام میں لانے کے جو اللہ تعالیٰ نے مختلف مقاصد کے حصول کے لئے مہیا فرمائے ہیں آسمانی مائدہ کا منتظر رہتا ہے۔ اور اس طرح وہ انگریزی میں جسے (FATALISM) کہتے ہیں اس کا شکار ہو گئے۔ حالانکہ اس قسم کا تصور توکل علی اللہ کا اسلام کی تعلیم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے بالکل برعکس ہے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا کہ اس کا ذریعہ سفر کیا تھا۔ اس نے عرض کی کہ اونٹ پر سوار ہو کر آیا ہوں۔ رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اونٹ کا کیا کیا۔ اس نے عرض کی اونٹ کو اللہ تعالے کے سپرد ہے

پر چھوڑ آیا ہوں۔ رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعقل و توکل کہ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھ اور پھر خدا تعالےٰ پر توکل کر یعنی اونٹ کی حفاظت کا جو ذریعہ تجھے میسر ہے پہلے اسے کام میں لا۔ اور پھر اسے اللہ تعالےٰ پر توکل کرتے ہوئے اسکی حفاظت پر یقین رکھ

حضرت مصلح موعود میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سورۃ الفرقان کی آیت توکل کی تفسیر میں کیا لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:-

"انسان کا کام یہ ہے کہ وہ توکل کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ کے بتائے ہوئے قوانین سے بھی کام لے۔ اور ان کے مطابق چلے۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے ہم کو ہاتھ دیئے ہیں، پاؤں دیئے ہیں دماغ دیا ہے۔ اور دنیوی سامان بھی عطا فرمائے ہیں۔ ایسی صورت میں خدا کے سپرد کرنے کے یہ معنے ہیں کہ جو کچھ خدا تعالےٰ نے جس کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس کو ہم استعمال کریں۔ پس توکل کا پہلا مقام یہ ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے اسکو ہم زیادہ سے زیادہ استعمال کریں۔ اور پھر جو کمی رہ جائے۔ وہ خدا تعالےٰ کے سپرد کر دیں۔ اور یقین رکھیں کہ خدا اس کمی کو آپ پورا کرے گا۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقام پر صحابہؓ کی ایک ترتیب قائم کی۔ ان کو اپنی اپنی جگہوں پر کھڑا کیا۔ انہیں نصیحتیں کیں کہ یوں لڑنا ہے۔ اور اس کے بعد ایک عرشہ پر بیٹھ کر دعائیں کرنے لگ گئے۔ یہ نہیں کیا کہ صحابہؓ کو مدینہ پر چھوڑ جاتے۔ اور آپ اکیلے وہاں بیٹھ کر دعائیں کرنے لگ جاتے۔ بلکہ پہلے آپ صحابہؓ کو لے کر مقام جنگ پر پہونچے پھر ان کو ترتیب دی۔ اور ان کو نصیحتیں فرمائیں اسکے بعد عرشہ پر بیٹھ گئے اور دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ یہ توکل ہے جو اختیار کرنا چاہیئے۔ ہر وہ شخص جو ان سامانوں سے کام نہیں لیتا جو خدا تعالیٰ نے اسکو بخشے ہیں اور کہتا ہے کہ میں اپنا کام خدا پر چھوڑتا ہوں وہ جھوٹا ہے وہ خدا سے تمسخر کرتا ہے اور ہر وہ شخص جو سلسلۂ رب سے کام لیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اب فلاں کام میں ہی کروں گا۔ وہ بھی جھوٹا ہے۔ کیونکہ وہ پہلے کاموں میں خدا تعالےٰ کا دخل تسلیم نہیں کرتا۔ کام آسان ہو یا مشکل، آخر ان کی کنجی خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہی ہے....."

(تفسیر سورۃ الفرقان ۱۲۹ - ۱۳۰)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں کوشش اور محنت انسانی زندگی کا لازمہ ہے وان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یری ثم یجزاہ الجزاء الاوفیٰ

یعنی انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ وہ اپنی کوشش کا نتیجہ ضرور دیکھ لے گا۔ اور اس کو پوری جزا مل جائے گی۔

(سورۃ النجم آیت ۴۰ تا ۴۲)

آپ کے ارشادات سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ کیا خوب فرمایا انسان کامل اور رہبر کامل صلے اللہ علیہ وسلم نے

السعی منی والاتمام من اللہ

کوشش کو اس کے انتہا تک پہنچانا میرا فرض ہے۔ اور کام کی تکمیل اور مقصد کا حصول اللہ تعالےٰ کے فضل پر ہی موقوف ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ یہ عالم ایک نظام کے تحت چل رہا ہے۔ اور اس کی باگ ڈور ایک حکیم خدا تعالےٰ کے دست قدرت میں ہے۔ گو اس نظام کی ہر چیز اپنے وقت کے ساتھ مقرر ہے۔ تاہم انسان کو اپنی نجات کے لئے راستہ اختیار کرنے کی آزادی دی گئی ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی اور غم خواری عالمگیر تھی۔ یہ آپ ہی کی مجسم رحم ذات تھی جس نے کائنات کی ہر جاندار چیز کے لئے خالق کائنات سے رحم کی دعائیں کیں۔ یہ آپ ہی کی ذات گرامی تھی جس نے انسانیت کے شرف کو قائم کرنے کے لئے فرمایا۔

ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعاً

یعنی جس نے ایک انسانی جان کو زندگی دی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی دی۔

(سورۃ المائدہ آیت ۳۳)

ان ہدایات اور تعلیمات کو دیئے ۱۴۰۰ سال گذر گئے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق آپ کی امت میں تا حال ان کے دلوں میں جاگزیں ہیں۔ اور ان کے لبوں پر یہ الفاظ جاری ہیں۔

روحی فداک یا رسول اللہ

اس مضمون کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعودؑ کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں ۔

یا ربّ صلّ علیٰ نبیّک دائماً
فی ھذہ الدنیا وبعث ثانٍ

# نعتِ خیرالبشر

(مکرم نسیم سیفی صاحب)

نہ اپنی سعیٔ عمل سے نہ خواہشات سے ہے
ہر ایک بات جہاں میں مقدرات سے ہے

نگاہِ شوق ترستی ہے جلوے جلوے کو
نمودِ جلوہ مگر تیرے التفات سے ہے

ترا وجود ہے تخلیقِ جن و انس کا راز
تجھے کچھ ایسی ہی نسبت ہر ایک ذات سے ہے

تجلّیاتِ جمال و جلال ہیں تجھ سے
ہر ایک نور تری ہی تجلّیات سے ہے

حصولِ مقصدِ ہستی رضائے دوست سہی
رضائے دوست بھی تیرے ہی التفات سے ہے

تری نگاہ نے چمکا دیا اندھیروں کو
سحر کے نور پہ رونق شبِ برات سے ہے

اب اک نظر کہ گدایانِ حُسن ہیں بے تاب
دلوں کو ربطِ محبت کی کائنات سے ہے

بچھے ہوئے ہیں تری رہگذر میں شمس و قمر
کئے ہیں وقت نے تجھ پر نثار شام و سحر

ترے وجود سے پیدا ہوئے ہیں جود و سخا
ترا ہی نقشِ قدم ڈھونڈتے ہیں اہلِ وفا

خُدا نے ایسا نوازا کلام سے تجھ کو
کلیم کو بھی تری پیروی کا شوق رہا

تخیلات سے مٹ ہی گئے زمان و مکاں
تصوّرات پہ چھایا ترا حسیں سایہ

ترے بُروز کو وہ رفعتیں نصیب ہوئیں
نگاہِ دیدۂ بینا کو اس پہ رشک آیا

فروغِ حسنِ جہانتاب کا کرشمہ ہے
نظر نظر میں جھلکنے لگے ہیں طور و حرا

ہر ایک بات ہے سرمایۂ سکون و ثبات
ہر اک نگاہ میں پنہاں ہے مرضیٔ مولا

ہزار شکر کہ ہے محوِ نعت میری زباں
ہزار شکر کہ مجھ کو ملا خیالِ رسا

ہے ذکرِ خیرِ رسُل مایۂ حیات، نسیم
دل و نظر کی یہی تو ہے کائنات، نسیم

# حجۃ الوداع

## اور اس موقع پر

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقابلِ فراموش وصایا

مکرم الحاج مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری مبلغ اسلام مغربی افریقہ وجزائر فجی

اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ تمام خطبات نہایت اہم نہایت بابرکت اور خاص دینی احکام پر مشتمل ہیں لیکن حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبات حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائے انہیں حضورؐ کی سیرت پاک میں خاص اہمیت حاصل ہے اور وہ مختصر اور جامع مانع وصیتیں اور نصائح تمام عالم اسلام کے لئے ہر زمانہ میں مشعل راہ اور مینار ہدایت کا کام دیتی آئی ہیں اور تا قیامت ہر راہی کا راستہ روشن کرتی چلی جائیں گی۔ اس لئے ان خطبات مقدسہ میں سے بعض احکام اور وصیتیں قارئین کے لئے پیش کی جاتی ہیں پہلے حجۃ الوداع کی مختصر روداد عرض ہے۔

حجۃ الوداع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا آخری بڑا واقعہ ہے اور حج فرض ہونے کے بعد یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا اور آخری حج تھا۔ اسی موقعہ پر دینِ قیم کی تکمیل ہوئی اور آیت کریمہ

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ

نازل ہوئی اس حج کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منٰی اور عرفات میں جو خطبات ارشاد فرمائے ہیں وہ اسلامی تعلیمات کے متعلق نہایت اہم بنیادی امور کی نشاندہی کرتے ہیں۔

حج ہجرت کے نویں سال فرض ہوا تھا اسی سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنا کر مکہ معظمہ بھیج دیا اس کے بعد جب سورۃ برأت کی چالیس آیتیں نازل ہوئیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ آیتیں دے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ فرمایا تاکہ حج کے موقع پر وہ سب کو سنا دی جائیں۔

حضور کا سفر [illegible]

اس سے اگلے سال یعنی ہجرت کے دسویں سال ذی قعدہ کے مہینے میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فریضہ حج ادا کرنے کا ارادہ فرمایا تو یہ خبر سارے عرب میں پھیل گئی اور ہزاروں مسلمان بے تابانہ طور پر تیار ہو گئے کہ شرف معیت حاصل کر سکیں چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ۲۶ ذی قعدہ سنہ ۱۰ھ (۲۳ اپریل ۶۳۲ء) کو ہفتہ کے روز مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا جو اہل مدینہ کے لئے میقات ہے اور مدینہ سے تقریباً چھ سات میل کے فاصلہ پر ہے آج کل اس مقام کو "آبارِ علی" کہتے ہیں۔ پھر ۲۷ ذلقعدہ کو قافلۂ نبوی ذوالحلیفہ سے ان الفاظ میں تلبیہ کہتا ہوا روانہ ہوا

لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔

ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں اے خدا تیرے سامنے حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں، ہم حاضر ہیں ہر ستائش وحمد صرف تیرے لئے ہے اور ہر نعمت تیری ہے سلطنت بھی تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔"

### ایک لاکھ مسلمانوں کا قافلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قافلہ کم وبیش ایک لاکھ مسلمانوں پر مشتمل تھا اور روایات میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں جہاں تک نظر جاتی تھی انسان ہی انسان نظر آتے تھے اور حضورؐ کی زبان مبارک سے مندرجہ بالا الفاظ میں لبیک کی صدا بلند ہوتی تو ہر طرف سے اس کی صدائے بازگشت آتی اور اردگرد کے میدان پہاڑ اور فضائیں سب گونج اٹھتیں جن خوش قسمت اور خوش نصیب صحابہؓ نے ۲۷ ذلقعدہ سنہ ۱۰ھ کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ قیادت یہ بے مثال قافلہ اور یہ منظر دیکھا ہوگا یعنی جو خود بھی اس میں شرکت سے مشرف ہوں گے۔ کون ان کے دلوں اور روحوں کی کیفیت کا صحیح نقشہ کھینچ سکتا ہے کیونکہ وہ روحانی لذت و سرور یقیناً بیان سے باہر ہے۔

### تلبیہ کی حکمتیں

تلبیہ کی معنوی حیثیت پر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اس کی مرکزی روح توحید ہے جو دینِ اسلام کی روحِ حیات ہے اس تلبیہ کے حرف حرف میں عبودیت و بندگی عجز و نیاز نیز بارگاہ الٰہی میں حاضری کے لئے وفورِ شوق و شیفتگی کے ایمان پرور احساسات بے تاب و مضطرب نظر آتے ہیں پھر ساتھ ہی جب موقعہ و محل کا تصور کیا جائے تو ایک سچے مسلمان حاجی کے جسم و جان اور قلب و روح کا شکر الٰہی کے جذبات میں گداز ہو جانا لازمی ہے۔ موقعہ یہ تھا کہ اس کائنات عالم کی مقدس ترین ہستی بائیس تئیس سال کے عرصہ میں فرض نبوت کو باحسن واکمل طریق منزلِ تکمیل کو پہنچا چکی تھی اس کی تعلیماتِ حقہ کے ثمراتِ حسنہ ہر طرف نگاہوں کو روشنی اور قلوب کو ایمان کی دولت سے مالا مال کر رہے تھے یوں معلوم ہو رہا تھا کہ قافلہ کے ایک ایک فرد کے بدن کا رواں رواں شکر و سپاس میں سراپا حمد و ثنا بنا ہوا خدائے قدوس کے آگے سجدہ ریزی کے لئے بے تاب ہوگا اور نوعِ انسانی کے دلوں میں اپنے رب کے لئے یہی جذبۂ محبت اور تشکر پیدا کرنا اس مقدس ترین وجود صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد تھا جو پورا ہو گیا تھا۔ آپ اپنے رب کے حضور کامیاب و کامران واپسی کی تیاریاں فرما رہے تھے۔

### کوہِ صفا کی چوٹی پر حضورؐ کی مناجات

ذوالحلیفہ سے روانہ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بے نظیر قافلہ کو لے کر منزل بمنزل ۳ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کو "سرف" پہنچے جہاں سے مکہ مکرمہ صرف چھ سات میل ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مکان تھا اور آخر وہیں ان کا مزار بھی بنا۔ یہاں رات گزار کر ۴ ذی الحجہ کو اتوار کے دن بوقت صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آبائی شہر اور ام القریٰ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے خانہ کعبہ کا طواف فرمایا، مقام ابراہیمؑ میں دوگانہ ادا فرمایا اور پھر سعی کے لئے صفا و مروہ پر پہنچے کوہ صفا کی چوٹی پر تشریف لے گئے تو وہاں سے خدائے عزوجل کی اس محبوب ترین ہستی کو اپنے محبوب ترین خالق و مالک کا واحد گھر خانہ کعبہ نظر آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفورِ جذبات میں بے ساختہ پکار اٹھے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ"

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں حکومت اسی کی ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے وہی زندگی بخشتا اور وہی مارتا ہے اور وہ سب چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور اس نے اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور اسی نے تمام مخالف گروہوں کو شکست دی ہے۔"

### خدا کے دعدے پورے ہوگئے

سبحان اللہ والحمد للہ۔ بائیس تئیس سال قبل خدا کا یہ محبوب ترین بندہ اور اکمل ترین انسان مکہ مکرمہ میں تنہا تھا تمام قوم اس کی مخالفت میں اندھی ہو چکی تھی۔ دشمنوں نے اپنے ہی شہر کے اس مقدس اور شریف ترین شہری اور اپنی ہی قوم کے اس بے مثال شمع و چراغ کے انوار کو ظلمتوں میں تبدیل کرنے اور اس کی زندگی

ختم کرنے کے لئے ہر حربہ ہر ظلم ہر جور و ستم اور حیلہ استعمال کیا مگر وہ اپنے مقاصد میں ناکام رہے اور آخر کار ساری قوم نے وعدۂ الٰہی کے مطابق شکستوں پر شکستیں کھائیں اور پھر اسی مقدس ہستی کے قدموں پر گر کر انہیں اپنی جانیں بچانی پڑیں۔ آج وہ اپنے خدا کے وعدہ کے مطابق اپنے ایک لاکھ سے زائد جانثاروں کے ساتھ نہایت عزت اور شان و شوکت سے اپنے پیارے وطن میں خدا کے مقدس گھر کے طواف اور جذبات تشکر و امتنان کے اظہار کے لئے بلا روک ٹوک داخل ہوتا ہے اس کی روح مقدس اور اس کے ساتھ ان گنت روحیں وجد میں آکر کیوں نہ پکار اٹھتیں: لا الٰہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ ونصر عبدہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی تعریف و ستائش کے لائق ہے اُس نے اپنا وعدہ پورا فرما دیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی۔

### عرفات کو روانگی اور خاص دعائیں

اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو جمعرات کے دن تمام مسلمانوں کے ساتھ منیٰ میں قیام فرمایا اور نویں تاریخ کو جمعہ کے روز صبح کی نماز ادا فرما کر عرفات کی طرف روانہ ہو گئے۔ عرفات کے ایک کونے میں ایک مقام نمرہ ہے جہاں پر ایک خیمہ میں آپ نے قیام فرمایا۔ دوپہر ڈھلی تو حضور علیہ السلام اپنی ناقہ قصواء پر سوار ہو کر میدان میں تشریف لائے اور غالباً جبل النور کے دامن میں سواری پر سے ہی خطبہ حج ارشاد فرمایا۔ پھر ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور دیر تک میدان میں قبلہ رُو ہو کر مصروف دعا رہے اور بڑے سوز و گداز اور رقت سے اپنے مولیٰ کے حضور شکر و سپاس اور التجائیں کرتے رہے۔ اسی مقدس مقام پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اس دنیوی زندگی میں یہ آخری وقوف تھا۔ حضور کے سراپا رحم و شفقت اور رؤف رحیم دل سے اسی وقت اس مقدس مقام پر آخری مرتبہ بنی نوع انسان اور اپنی امت کے لئے پتہ نہیں کیا کیا دعائیں نکلی ہوں گی جو قبول ہو گئیں کہ اس موقع سے بڑھ کر قبولیت کا موقع اور باریابی کی گھڑیاں اور کیا ہوں گی۔

### عرفات سے واپسی اور آخری طواف

پھر جب سورج ڈوبنے لگا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم عرفات سے مع قافلہ [illegible] روانہ ہوئے۔ رات مزدلفہ (مشعر الحرام) میں گزاری اور پھر دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں پہنچ گئے۔ ایام تشریق منیٰ میں گزارے البتہ بعض روایات میں ہے کہ دسویں تاریخ کو قربانی کے بعد مکہ مکرمہ جا کر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور پھر واپس منیٰ تشریف لے آئے ۱۴ ذی الحجہ کو بعد زوال پھر منیٰ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور بنی کنانہ میں قیام فرمایا۔ رات کے پچھلے پہر کعبہ کا آخری طواف فرمایا اور بعدہ مدینہ روانہ ہو گئے۔ تفصیل پیش کرنے اور مختلف روایات درج کرنے سے چونکہ حجۃ الوداع کے واقعات عوام کے لئے عام فہم نہیں رہتے اس لئے میں نے نہایت اختصار کے ساتھ اصل واقعات عرض کئے ہیں۔ مجھے تسلیم ہے کہ ان میں اختلاف بھی ہو سکتا ہے گو میری یہ جذباتی بات عجیب ہی لگے گی تاہم حقیقت یہ ہے کہ چونکہ یہ عاجز نالائق گنہگار بھی ان مقدس ترین مقامات کی زیارت اور حج سے مشرف ہے اس لئے ان مسائل کی تحقیق کرتے اور یہ مضمون لکھتے وقت مجھ پر ناقابل بیان حد تک کچھ ایسی رقت آمیز کیفیت طاری ہے کہ عالم تصور میں اس وقت بھی محسوس ہو رہا ہے کہ گویا سال ۱۹۵۸ء ہے اور میں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، خانہ کعبہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ وغیرہ مقدس مقامات میں دیوانہ وار گھوم رہا ہوں۔

### اسلامی اخوت اور مساوات کا اعلان عام

حجۃ الوداع کے واقعات کے بیان کرنے کے بعد اب اسی ایام حج کے دوران آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ خطبات کا ذکر کیا جاتا ہے طوالت کے خوف سے صرف اردو ترجمہ اور مفہوم دیا جائے گا۔ عرفات کے خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جاہلیت کی تمام بیہودہ رسوم اور تمام غیر اسلامی اور غیر فطری دستوروں کے خاتمہ کا اعلان فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا۔

"لوگو! سن لو کہ تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے (یعنی آدم) عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر کالے کو گورے پر یا گورے کو کالے پر کوئی فضیلت و برتری نہیں مگر صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنا پر۔"

یہ اس حقیقت کا اعلان تھا کہ انسان کی فضیلت نہ خاندان پر موقوف ہے اور نسل خون یا رنگ پر، نہ کسی خاص ملک یا قوم کا فرد ہونا معیار فضیلت ہے نہ محض اچھا لباس عالیشان مکان یا دولت و ثروت کے انبار کسی کو دوسرے پر فوقیت دے سکتے ہیں محض علم یا عہدہ و منصب بھی بڑائی کا سبب نہیں ہو سکتا۔ املاک کی فراوانی بھی اس باب میں قطعاً سود مند نہیں بلکہ بڑائی اور بزرگی و برتری صرف تقویٰ و پرہیزگاری حسن عمل اور حسین اخلاق پر منحصر ہے دنیا دیکھ چکی ہے اور دیکھ رہی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ان مختصر سے ارشادات مبارکہ نے عالم انسانیت کے نقطہ نگاہ میں ایسا عظیم الشان انقلاب برپا کر دیا ہے جس کی کوئی مثال اس سے پیشتر نہیں ملتی۔

آج اگر دنیا میں امن مفقود ہے ظلم و استبداد عام ہے قومیں قوموں سے اور ملک ملکوں سے برسر پیکار ہیں اور انسانوں کے مختلف طبقوں میں تفرقہ، نفرت، بغض و عداوت، ہنگامے اور بے انصافیاں، رشوتیں، ظلم، چوری اور ڈاکہ جیسے بھیانک جرائم عام ہیں تو اس کی وجہ اور اصل سبب سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ دنیا نے اپنے ہادی و پیشوا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ بالا وصیت کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔

### باہمی محبت و اخوت سے رہو

پھر اسی عرفات والے خطبہ میں حضور نے فرمایا:

"دیکھو ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔"

نیز فرمایا:

"ہاں! میرے بعد ایسے گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ تمہیں جلد خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور تم سے تمہارے اعمال کی باز پرس کی جائے گی۔"

گویا مسلمان خواہ نوکر ہو یا آقا، غریب ہوں یا امیر، مفلس ہوں یا دولت مند، معمولی حیثیت کے ہوں یا اونچے درجہ پر فائز ان میں مسلمان ہونے کے لحاظ سے ہر قسم کے معاملات میں کوئی امتیاز نہ ہونا چاہیئے وہ سب ایک سطح پر ہیں یعنی ان سب کے دلوں میں ایک دوسرے کے ساتھ حقیقی بھائیوں کی سی محبت ہونی چاہیئے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم، عرض کیا گیا حضور ظالم کی مدد کیسے ہو، فرمایا "جو بھائی ظلم کرے اسے ظلم سے باز رکھو" باقی رہا گمراہ ہو کر ایک دوسرے کی گردن مارنے کا معاملہ تو حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ چند صدیوں میں مسلمان اسی قسم کی گمراہی کی وجہ اور باہم جنگ و جدال کے سبب سے ہی قومی طور پر اس دنیوی و روحانی عز و شرف کے بلند مقام سے محروم ہو کر غیر قوموں کے دست نگر کر دیئے گئے جس مقام پر وہ اسلام پر صحیح طور پر عمل کی بدولت پہنچے تھے۔

### خون خرابہ اور قتل و غارت کی ممانعت

پھر حجۃ الوداع ہی کے خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لوگو! تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں اب قیامت تک کے لئے اسی عزت و حرمت کے مستحق ہیں جس طرح تم آج کے دن (یوم حج) اس مہینہ (ذی الحجہ) اور اس شہر (مکہ) کی حرمت و احترام کرتے ہو۔"

دنیا میں انسانی معاشرہ اور اجتماعی زندگی کی بنیادیں تین چیزوں پر قائم ہیں۔ جان کے پاس پر، مال کی حفاظت پر اور آبرو کے احترام پر، مختلف لوگوں میں کشمکش، رنجش، مخالفت اور جھگڑے کے جتنے بھی واقعات ہوتے ہیں ان کا تجزیہ کیا جائے تو ہر جگہ جان مال یا آبرو کے معاملہ میں کم و بیش بے احتیاطی کے سوا اور کوئی وجہ نہ نکلے گی پس آج اگر دنیا خدا کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ مذکورہ بالا وصیت پر عمل پیرا ہو جائے اور معاشرہ کی ان تین بنیادوں کو قائم رکھنے کا پختہ عہد کرے تو سارے جھگڑے مٹ کر دنیا امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

### غلاموں، عورتوں، سود اور انتقام کے متعلق وصیتیں

عربوں میں زمانہ جاہلیت میں بدلہ لینے کا دستور عجیب ظالمانہ تھا ایک کا خون ہو جاتا تو ایک جان کے قتل کا بدلہ لے کر انتقام کا لامتناہی سلسلہ چھڑ جاتا جو صدیوں تک چلتا چلا جاتا تھا۔ نیز صرف عرب میں ہی نہیں دنیا بھر میں غلاموں، خادموں اور ملازموں اور ماتحتوں وغیرہ سے حد درجہ بدسلوک کیا جاتا اور عورتوں کے جائز حقوق کا خیال نہ کیا جاتا تھا۔ سود در سود نے غریبوں اور ضرورت مندوں کی زندگی اجیرن بنا رکھی تھی اور انہیں زیادتیوں اور ظلموں کی وجہ سے دنیا ظلم و تشدد اور کشت و خون کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی کہ امن کے عالمگیر شہزادہ حضرت سرور کائنات نے ڈنکے کی چوٹ اعلان فرمایا:

"اے لوگو! ایام جاہلیت کے تمام خون کے بدلے ختم

سنا رہا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان ہی سے ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون باطل کرتا ہوں۔"

۲

"اپنے غلاموں کا خیال رکھو جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ"

۳

"عورتوں کے بارہ میں خدا سے ڈرو جس طرح تمہارے حق عورتوں پر ہیں اسیطرح عورتوں کے حق تم پر ہیں"

۴

"میں جاہلیت کے تمام سود باطل قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان میں سے عباس بن عبد المطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔

پھر ایک خطبہ میں فرمایا:

اے لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں، جسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید ہے۔"

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسی کتاب پر عمل نے امت مسلمہ کو سب امتوں کا لیڈر اور حاکم و امام بنا دیا تھا۔ مگر افسوس اب اسی کتاب کو پس پشت ڈال کر دنیا بھر کے مسلمان یورپین اقوام کے دست نگر اور محتاج ہو کے رہ گئے ہیں اور ان کے پنجوں سے آزاد ہو کر بھی عملاً ان کی ماننے پر مجبور رہے۔

منیٰ میں قیام کے دوران جو خطبہ دیا اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے لوگو کچھ معلوم ہے آج کونسا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں! کچھ سکوت کے بعد فرمایا کہ کیا قربانی کا دن نہیں؟ لوگوں نے کہا بیشک ہے۔! پھر پوچھا۔ اے لوگو! یہ کونسا مہینہ ہے؟ عرض کیا گیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں! پھر آپ نے پہلے کی طرح کچھ سکوت اختیار کرنے کے بعد فرمایا! کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں؟ لوگوں نے عرض کیا "بے شک" پھر پوچھا! یہ کونسا شہر ہے؟ لوگوں نے پھر کہا: خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں! اس مرتبہ بھی کچھ سکوت کے بعد فرمایا! کیا یہ بلدۃ الحرام نہیں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا! "بے شک حضور یہ حرمت والا شہر ہے۔"

جب اس اسلوب خطاب سے لوگوں کے دل میں قربانی کے دن حج کے مہینہ اور مکہ مکرمہ کی حرمت راسخ ہو گئی تو پھر حضورؐ نے نہایت جلال سے فرمایا:

"تو پھر اے لوگو! سنو اور یاد رکھو کہ تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری آبروئیں اسیطرح قیامت تک احترام کی مستحق ہیں جس طرح تمہارے لئے آج کا دن (قربانی کا دن) یہ مہینہ (یعنی حج کا مہینہ) اور یہ شہر (مکہ مکرمہ) احترام کے مستحق ہیں۔"

حجۃ الوداع کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کم مدت اس دنیا میں گزاری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ تکمیل دین کی آیت حجۃ الوداع کے موقعے پر نازل ہونے کے بعد یعنی ۹ ذی الحجہ کے بعد آپ صرف اکیاسی روز اس دنیا میں رہے۔ اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید

## اتباع نبوی کی خاصیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ایک عجیب خاصیت دیکھی ہے جو کسی مذہب میں وہ خاصیت اور طاقت نہیں اور وہ یہ کہ سچا پیرو اس کا مقامات ولایت تک پہنچ جاتا ہے خدا اس کو نہ صرف اپنے قول سے مشرف کرتا ہے بلکہ اپنے فضل سے اس کو دکھلاتا ہے کہ میں وہی خدا ہوں جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تب اس کا ایمان بلندی میں دور دور تک ستاروں سے بھی آگے گذر جاتا ہے" (چشمہ معرفت)

# رضوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم



جس دل کو میسر ہوا عرفانِ محمدؐ
فرقان ہے اس کے لئے برہانِ محمدؐ

اخلاق میں اطوار میں اللہ کا سایہ
رضوانِ خدا پایۂ رضوانِ محمدؐ

ہر سمت اجالا رخِ تابانِ نبی سے
ہر گوشۂ ہستی سر و سامانِ محمدؐ

صحرائے عرب مورد انوارِ الٰہی
گلزار بنے دشت و بیابان محمدؐ

بوبکرؓ و عمرؓ ہوں کہ وہ عثمانؓ و علیؓ ہوں
خوش رنگ ہیں کیا لولو و مرجان محمدؐ

اللہ کی مخلوق ہے کالا ہو کہ گورا
اعلانِ مساوات ہے اعلان محمدؐ

ہر چھوٹے بڑے کیلئے الطاف کا سایہ
دامانِ کرم دامنِ ذیشانِ محمدؐ

اِک چشمۂ صافی جو کرے روح کو شاداب
اللہ کی برہان ہے قرآن محمدؐ

ہو دیدۂ یعقوبؑ کہ پیراہنِ یوسفؑ
یہ نور یہ خوشبو سر و سامان محمدؐ

ہے دست نبیؐ دستِ خداوند کا پرتو
ہے نطق الٰہی جو بھی ہے فرمان محمدؐ

قوسین کی ہو تاب کہ سدرہ کی بلندی
ہر سبعِ سما جلوۂ ایوان محمدؐ

یہ نور سی کبھی دیکھی نہ سنی تھی
سب دنیا ہوئی جاتی ہے حیران محمدؐ

بے نام و نشاں گرچہ ہے دنیا میں کرامت
ہر معجزہ دکھلاتے ہیں غلمانِ محمدؐ

چیرا ہے ہر اک دور میں ہر ظلم کا سینہ
شمشیرِ خدا خنجرِ برانِ محمدؐ

عاصی ہوں نصیر اس کا ہے اقرار و لیکن
خوش ہوں کہ ہے کچھ کچھ مجھے عرفانِ محمدؐ

(پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان ربوہ)

## حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں

"حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مخاطب کر کے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن تمام قسم کی بھلائیاں قرآن ہی میں ہیں۔" (کشتی نوح صفحہ ۳۶ و ۳۷)

حضرت حکیم نظام جانؒ

کا

مشہور دواخانہ

# مشہور دواخانہ رجسٹرڈ

چوک گھنٹہ گھر ○ گوجرانوالہ ○ فون نمبر ۷۴۴۴

ربوہ ○ بالمقابل ایوانِ محمود ○ فون نمبر ۶۲۳

نگران

حکیم عبدالحمید ابن حکیم نظام جانؒ

رجسٹرڈ درجہ اوّل

---

فون ملز ۲۷۹۴۶  فون آفس ۲۲۴۸۳

# سفینہ انڈسٹریز لمیٹڈ

## مقبول روڈ فیصل آباد

امپورٹرز —— ایکسپورٹرز

لون، وائل، پردہ کلاتھ، پاپلین۔ جاذبِ نظر، دیدہ زیب، ہر گھر کی پسند

آفس

منڈی گلی۔ ریل بازار فیصل آباد



---

ہر قسم کی انگریزی ادویات کی خرید اور نسخہ جات کی تیاری کیلئے

قابلِ صد اعتماد ادارہ

# الکیمسٹس

فون ۴۱۶۶۴

EL-KEMISTS

سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

منظور شدہ کیمسٹس برائے واپڈا۔ ریڈیو پاکستان۔ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن۔ ایچ۔ ایف۔ ایف اور نسپاک (NESPAK)

کی خدمات سے فائدہ اُٹھائیے

---

ہر قسم کی کاروں اور جیپوں کی کمانیوں

—— اور ——

بٹوں نیز کاروں جیپوں کے سلنسر بکس اور سلنسر پائپ کیلئے ہماری خدمات سے فائدہ اُٹھائیں

# میاں بھائی آٹو سٹور

۱۰۔ منٹگمری روڈ لاہور

انٹرنیشنل آٹو کارپوریشن چوک چوبرجی لاہور

فون نمبر سیل ڈپو ۳۱۱۴۶۳

---

# رشید کلاتھ ہاؤس

ہمارے ہاں

گرم کشمیری شالیں۔ پوت۔ غرارے۔ ساڑھیاں۔ کمخواب ٹشو اور ہر قسم کا کپڑا و عمدہ ورائٹی دستیاب ہیں۔

بازار سے بارعایت خریدیں

رشید کلاتھ ہاؤس نزد باٹا شو کمپنی کچہری بازار فیصل آباد

---

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

قابلِ اعتماد اصولی علاج اور طبی مشورہ کیلئے پرچہ تشخیص و تجویز مکمل فہرست ادویہ مع جنتری ۱۹۷۹ء جو مفید طبی معلومات پر مشتمل ہے مُفت طلب فرمائیں!

## مینیجر ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ

---

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ○ اے میرے رب میرے علم کو بڑھا (القرآن الحکیم) علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے (فرمان رسول اکرم)

(بیرون ممالک کی بہت زیادہ ڈیمانڈ کے پیشِ نظر پاکستان میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ)

| بیکار مت بیٹھیے | تیاری بورڈ آف ایجوکیشن کے سلیبس کے مطابق کروائی جاتی ہے۔ | کوئی ہنر سیکھیے |
|---|---|---|

# نسیم سٹیل فکسر ٹریننگ سنٹر رجسٹرڈ اندرون موچی گیٹ لاہور

ریگولر اور سپیشل کلاسز میں داخلہ جاری ہے

ہمارا ادارہ جمعہ کے روز بھی کام کرتا ہے!

- الیکٹریشن • موٹر وائینڈنگ بمعہ فارمولا ڈیزائن • ریفریجریشن ایئرکنڈیشنگ
- ریڈیو • الیکٹریکل سُپروائزر • اور ویلڈنگ (گیس و الیکٹرک)

نئی کلاسز عبدالماجد چغتائی (سابق پرنسپل راولپنڈی) کی زیرِ نگرانی شروع کی گئی ہیں!

—— نیز ——

- سٹیل فکسر • شٹرنگ کارپینٹر • پائپ فٹر • بلڈنگ پلمبر • اور کنسٹرکشن فورمین

| کم فیس | ماہر اساتذہ کی زیرِ نگرانی | کم مدت |
|---|---|---|

نوٹ:۔ تمام میٹریل طلباء کو انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے فری دیا جاتا ہے اور عملی کام کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ عربی بول چال فری سکھائی جاتی ہے۔ (داخلہ جاری ہے۔ کلاسز صبح دوپہر اور شام۔ بذریعہ پراسپیکٹس مُفت حاصل کریں۔

احمدی احباب کے لئے فیس میں ۱۵% رعایت!

## نسیم سٹیل فکسر اینڈ الیکٹرونک ٹریننگ سنٹر

اندرون موچی گیٹ لاہور فون ۶۰۵۴۰ / ۵۵۴۱۱

برانچ:۔ 65/A کشمیر روڈ نزد جی ٹی ایس بس سٹینڈ صدر راولپنڈی



پھلوں کی لذت آفرین خوشبوؤں سے بھرپور
شیزان کا
شربتِ ثمرقند
Shezan
شربتِ ثمرقند
Shezan - for that extra taste of goodness
SCAN
S/ 4-77